

فضیان محبت

بین بسته زندگی است
بدین بسته تهییلی بیامست

عازم این حضرت افراد موالا ناشا جهیم
محمد اخمر صارح بخت بر کاخم



کنْجانِ مَظْهَرِی

کوشش ایال اکبری ۷۷
پرست کرد: ۵۳۰۰
قون: ۳۶۸۱۱۲



فیضانِ محنت
پاکستان کا نام



فیض صحبت ابرازیہ و محبت
پا منی صیحت و توان کی اشاعت

فیضانِ محبّت

مجموعہ کلام

عارفانہ حضرافد مولانا شاہ حکیم محمد احمد صادقی براہم

খلیفہ مجاز

مجیستھر اقیان مولانا شاہ ابراء الحق سب دامت حکم



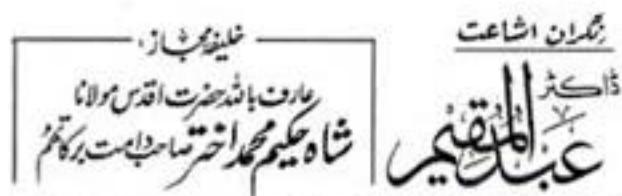
ناشر:

کُنجانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، کراچی ۳۷ پوسٹ کوڈ ۵۳۰۰، فون ۳۶۸۱۱۲



نام کتاب ————— فیضانِ محبت
 کلام ————— عارف لشکر مختار اور شاہ حکیم محمد اختر صادقی است بر کاظم
 باعث، مرتب ————— سخنسردید و عشرت بیانیں
 خطاطی، ————— محمد علی زادہ
 ترجمہ ————— خویجہ ولیا فضل
 ناشر ————— کتب خانہ نگاری
 پرنٹر ————— فرجان رضا پرنٹر سرز
 اشاعت دوم ————— جمادی الاول ۱۴۲۷
 تعداد ————— ۲۰۰۲
 صفحہ ————— ایک ہزار
 روپے —————



رقم: 32، رائپرینج، جکون، نیوزیلند، ۰۶۵۵۱۷۷۴

Mobile: 0300-9489624
E-mail: drmuqueem@yahoo.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى مَوْلَانَا
الْأَعْلَمِ الْأَكْرَمِ الْأَنْعَمِ

اَنْ قِنْ السُّعْدَ حِكْمَةً

(بخاری شریف، باب الادب)

ترجمہ

بے شک بعض شعراً حکمت آمیز ہوتے ہیں
(جو لوگوں کے لیے نافع ہوتے ہیں)



حکیم غوثاء الحضر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
كُلُّ بَرَاءَةٍ لِلْأَعْمَالِ -
صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا يَصْدِقُ

فِتَا حِمَّ

اُفتابِ حیہ
۱۲ صدرا مطہر ۱۳۹۶ء
س۔ اس طحی در دل کی ہے میرے بیان کے ساتھ
جیسے کہ میرا دل بھی ہے میری بیان کے ساتھ
احقر کا بخوبیہ کلام بعنوان "فیضانِ محبت" اُخڑ
جس کے نتے بیان نوے فیضہ شمار میری زندگی کے
۴۴ سال بعد اچانک قلب آؤں فنا کے ساتھ
زبانِ تر جان در دل سے نمودار ہے۔ اور بعض
راقوں میں یہ ختنہ ہے کہ مکمل لگنی اور سیندنا ہے بھگی
اور بسیر محنت و بادشی اعمالی مغضن دعا سے رحمت ختنہ
تمامی شانوں سے یہ شمار موزوں ہے گئے جو درحقیقت
اس مخصوص کے حقیقی تر جان ہے
س۔ دیکھتے ہے منعطف کو اور تصور بندگی
رام اور اس کے آسرائیں ہے جان ناقابل
اعلم اور اس کے مجاہدین عناۃ اللہ تعالیٰ کوئی

فہرست

۱۷	گذارش
۱۸	قارئین کتاب سے گذارش
	افتتاحیہ
۱۹	عرض مرتب
۲۰	امتاب
	<u>حَدَّابِي تَعَالَى شَنِيدَ</u>
۲۲	یہ زمیں جیسے ہے آسمان میں
۲۳	اپ کو پا گیا اپنی جاں میں
۲۵	ترے در پر ترا بندہ با مید کرم آیا
۲۶	اے مرے خالق حیات
	<u>مناجات ۰ درگاہِ حقیقی (بیجات جل جلالہ)</u>
۲۷	کوئی حاجت ہو رکھا ہوں تری چوکھٹ پر سراپنا
۲۸	تجھے مشکل ہے کیا غم کو مرے زیر و زبر کرنا
۲۹	ہمارے درد کو یارب تو درد معتبر کر دے
۳۱	ڈس
۳۲	یارب کرم سے اپنے تو دونوں جہان دے
۳۳	تو حسید نہست ۔ کمال بندگی



ڈس

نذرِ ائمہ عقیلات و ربارہ نبویں کی (لئے ہجہ) ورع

- ۳۴ ————— صبح مدینہ یہ شام مدینہ
- ۳۵ ————— زنگ لاہیں گی کب میری آیں
- ۳۶ ————— آپ کا ذکر ہے دو جہاں میں
- ۳۷ ————— کیا اثر تھا رسالت کی شاہیں
- ۳۸ ————— سوئے طیبہ چلنے جب نبی کے قدم
- ۳۹ ————— بائے پنچوں گا کب مدینے میں
- ۴۰ ————— فیضان مدینہ ہے یہ فیضان مدینہ
- ۴۱ ————— یہ آہ سحر کا اثر دیکھتے ہیں
- ۴۲ ————— کاستان طیبہ سے مسرور ہوں گا
- ۴۳ ————— دیار مدینہ
- ۴۴ ————— بُوارِ محمد میں (لئے ہجہ) میں رہتے ہیں ہم
- ۴۵ ————— فدا تجھ پر اے ناک شہر مدینہ
- ۴۶ ————— یا جبال الحرم یا جبال الحرم
- ۴۷ ————— لذت ذکر نام خدا ہے چون
- ۴۸ ————— کوئی دیکھتا ہے تجھے آسمان سے
- ۴۹ ————— منقبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئیں
- ۵۰ ————— منقبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئیں



درداج شیخ

بیاد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ	۵۳
سفر نگلہ دشیں میں نبی اللہ حضرت اقدس ولانا شاہ ابرار الحنفی مارڈیت بخاری	۵۴
در و محبت پر ایک شعر	۵۵
فیضان شیخ	۵۶

کلامِ محبت و معرفت

سامنے جلوے یہ ان کے کو پکو	۵۷
ہاتے لمحات غفلت دل کے	۵۸
مچوں مرجا گئے ذرا کھل کے	۵۹
یستی در دل کی اشرف مینا تے عالم ہے	۶۰
عروج بندگی	۶۱
بیق دیتی ہے ہر دم اہل دل کی داستان مجبو کو	۶۲
موت کا کارنامہ - زندگی کا پہلا شر	۶۳
دل پر آرزو رکھتے ہوتے بے آرزو رہنا	۶۴
آہ صحراء ہو مبارک ترے دیوانوں کو	۶۵
ماں غم زندگی دیکھاں کرتے ہیں ہم	۶۶
جمع صدین خوشی ڈسٹم	۶۷
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے	۶۸
جبی اٹھو گے تم اگر سجل ہوتے	۶۹





- شیں آتے نظر لکھن پر پرواز آہوں کے ۷۰
پریشانی سُن دشادانی دیوانہ حق ۷۱
مجھے تو یہ جہاں بے آسمان معلوم ہوتا ہے ۷۲
قرب کیا بانے جو دیدہ اٹک باریدہ نہیں ۷۳
میرے طوفانوں میں بھی ساصل رہے ۷۴
حقیقت خانقاہ پر ایک شعر ۷۵
دل نہ وقت عنسم مجاز کرو ۷۶
کیا اثر ہے تری داستان میں ۷۷
عالم خاک بے آسمان میں ۷۸
انقلاب زندگی ۷۹
قدا ان پر کرو ہر جاں کو ۸۰
کبھی ہے رابطہ آہ سحرے ۸۱
میں پوچھوں گا شہیدوں کے لہو سے ۸۲
نے جام و سینا عطا ہو رہے ہیں ۸۳
مجھ کو طوفانوں میں بھی ساصل دیا ۸۴
آہِ شِ عنسم کی ترجانی ہے ۸۵
پا گئی جان سلطان جاں کو ۸۶
نکھرتا ہے کیس رنگ لکستار با غبانی سے ۸۷
رضائے حق میں اپنی آرزو ہ وقت فانی ہو ۸۸
غم بازاری عشق ۸۹

۹۲	چمن میں ہوں مگر آہ بیا بانی نہیں جاتی
۹۳	بھی خلص کی صافیت کوئی قربانی نہیں جاتی
۹۴	لباس فقر میں بھی شان سلطانی نہیں جاتی
۹۵	مجاز۔ ایک سراب
۹۶	بھی کے در پر تو یارب یہ پیشانی نہیں جاتی
۹۸	مجھ کو جینے کا سارا چاہئے
۹۹	گھویے بے کار
۱۰۰	نورہستمانہ مارا چاہئے
۱۰۱	جان دے دی میں نے ان کے نام پر
۱۰۲	تقدیر بدلت جاتی ہے ضطرکی دعا سے
۱۰۳	تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم
۱۰۴	اپنے مالک کو راضی کریں خوب ہم
۱۰۵	دستگیری حق
۱۰۶	عشق جب بے زبان ہوتا ہے
۱۰۷	درد، دل کا امام ہوتا ہے
۱۰۸	گرخدا چاہے تو پہلے عاشق ابرار ہو
۱۰۹	فیض شیخ کامل
۱۱۰	رحمت کا تری سرپ مرے آبشار ہو
۱۱۱	زندگی کے دورخ
۱۱۲	حالم و میناکی ہے فراوانی



- میں نے غم بھی بہت اٹھاتے ہیں ۱۱۲
- اڑگیا رنگ حُسنِ فتنی کا ۱۱۵
- بے عجم اس کا پھر مدینے میں ۱۱۶
- میر مزاں حُسنِ فتنی پر ۱۱۷
- خاک پر سندل آسمان مل گئی ۱۱۸
- آہ و نالوں سے مٹ کئے ظلمات ۱۱۹
- وہی لمحہ بہس ازندگی ہے ۱۲۰
- رشک کرتا ہے زمیں پر آسمان ۱۲۱
- تم نے دیکھی برکت آہ و فناں ۱۲۲
- صحبۃ با اہل دل با عاشقان ۱۲۳
- حضرتیں دل کی بیس دل میں سیماں ۱۲۴
- چشم تر نعروہ حُشو چاک گرسیباں پایا ۱۲۵
- دعوت حق کے واسطے محفلِ دوستاں می ۱۲۶
- اشرظاہر ہوا آہ سحر کا ۱۲۷
- ذکر تو بین تو تاشیر آہ بے زبانی کی ۱۲۸
- خوب گذریں گے تیرے لیل و نمار ۱۲۹
- معتامِ مومن ۱۳۰
- میر رکھا ہے کیا نظر اروں میں ۱۳۱
- لب دریا ہے کوہ کا دامن ۱۳۲
- انجامِ عشقِ مجازی و عشقِ حقیقی ۱۳۳



۱۳۶	مبارک مجھے سیدی ویرانیاں ہیں
۱۳۸	زیں کو کام ہے کچھ آسمان سے
۱۳۹	کیا ہے ربط اپنے آسمان سے
۱۴۰	نہیں کچھ فائدہ اسکستان سے
۱۴۱	زیں میری ہو جیسے آسمان میں
۱۴۲	ذرا دیکھو تو فیض خانعت ہی
۱۴۳	دشت کو خواب گاہ کرتا ہوں
۱۴۴	پھرنا ہوں دل میں درد محبت لیے ہوتے
۱۴۵	انعام خون آرزو
۱۴۶	پھرنا ہوں دل میں درد بھرا دل لیے ہوتے
۱۴۷	نفس کے جندے
۱۴۸	آہ و فنا کا آسرایتی ہے جان ناتواں
۱۴۹	توفیقِ عشق
۱۵۰	مری آہ دل کے یہی یہی منازل
۱۵۱	انفاس زندگی کے جوان پر فدا ہوتے
۱۵۲	ذرہ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں
۱۵۳	عشق کا کفن
۱۵۴	و سعی قلب عاشقان ارض و سما سے کم نہیں
۱۵۵	محبت کا جنت اڑہ
۱۵۶	قبوں میں جا کے دیکھ تو نقش بتان آب و گل





۱۵۶	انجہ محسن وفاتی
۱۵۸	عمر بھر حامل درد پنہ اس رہے
۱۵۹	بے شب تی حسن محباز
۱۶۰	غپچہ تسلیم کا شکفتہ ہے
۱۶۱	حقیقت حسن محباز
۱۶۲	غپچے گل خست داں یہن چمن پر ہے کیا نکھار
۱۶۳	فریب حسن عارضی
۱۶۴	تسلیم حست راز از عشق مجاز
۱۶۵	فرار یاران حسن
۱۶۶	صرایح جب ہوئی خالی مزاج ساغر ان بدلا
۱۶۷	۲۳ ثمارِ سببت مج اللہ
۱۶۸	سر کو پینت امام ہے کچھ صبا سے
۱۶۹	اس باب گناہ سے ڈوری
۱۷۰	نظر مت کر حسیناں جہاں پر
۱۷۱	انعام تسلیم و رضا
۱۷۲	خاک سمجھا تھا جسے لعل پڑھاں نکلا
۱۷۳	دل شکستہ اور آثارِ تجلیات
۱۷۴	رب مہرباں نہیں تو کونی مہرباں نہیں
۱۷۵	آہ تنهائی
۱۷۶	کیمیے علوم ہو مومن کا سلمان ہونا



- کہاں ملتا ہے فرزانوں میں دروغش قہمانی ۱۷۸
- علاج ذوقِ حُسْن ۱۶۹
- ہوں اپنے دل میں دفن کچھ ارماس کیے ہوئے ۱۸۰
- کخشی بخور میں جب پختے نعرہ لگاتے یا ٹھدا ۱۸۲
- چند دن خون تیست سے خدا مل جاتے ہے ۱۸۳
- مری موج غم بے سارا نہیں ہے ۱۸۴
- جو سالک تیش مرشد و متوف فانی نہیں ہوتا ۱۸۵
- مجھے تو قرب کا عالم دیا ہے آہ صحرانے ۱۸۶
- سبھنامت تنافل کیش ان لب ہاتے خندان کو ۱۸۸
- جام قرب ۱۸۹
- زندگی نعمت ہے گرماںک پ قرباں ہو گئی ۱۹۰
- بہار چند روزہ و بہار غمیسہ فانی ۱۹۱
- ایک دن خاک منقش نذر مدفن ہو گئی ۱۹۲
- قلب مضطرب ۱۹۳
- کوئں دل ۱۹۴
- شامِ ہمدرد میں بعض اہل دین کی تصاویر دیکھد ۱۹۵
- وہ شور عذلیب ن تھا با غیاب ن تھا ۱۹۶
- مولانا ناظم ریاض سے خطاب ۱۹۷
- نقل حالات خاصہ بحالت غلبہ تخلیات مغربات ۱۹۸
- تذکرہ مہیسہ ۱۹۹



۲۰۱	رازِ شنیگیِ روح
۲۰۲	در یادِ درین (افریختہ)
۲۰۳	فریبِ محباز
۲۰۴	زندگی میری پابندِ سُفت رہے
۲۰۵	عنایاتِ شیخ بر دل غزدہ سالک
۲۰۶	تمنیِ شام غمِ بجران سے کھرا تا ہے دل
۲۰۷	ذکرِ یاران بچکد دیش
۲۰۸	وہ کون سا ہے وقت کتم پر فدا نہیں
۲۱۰	آہِ جو دل ترے غم کا حامل نہیں
۲۱۱	پھول ان کے سدا بھار نہیں
۲۱۲	غیرتِ اُنی بھار دیستا ہے
۲۱۳	بھارِ عشقِ حقیقی
۲۱۴	شانِ گلِ ننگ بخار ہوتی ہے
۲۱۵	سنواتِ زمانہِ یاد آہ و فنا میں
۲۱۶	جبیں عشقِ رشک آسمان ہے
۲۱۸	فلک پر ہیں ستارے تجھ پہ نازاں
۲۱۹	نہ بانے کتنے خورشید و قمر کا نور تھا شامل
۲۲۰	جب دل میں ہے تجلی مولائے کائنات
۲۲۱	اشکِ ندامت اور آہِ مفطر
۲۲۲	جب عشق بولنے لگا اشکِ روان کے ساتھ



۲۲۲	بے سرو سامانی عشق
۲۲۳	گردوش میں کوئی خاک بھی ہے آسمان کے ساتھ
۲۲۵	ہر جو حیات ہے سلطان جاں کے ساتھ
۲۲۶	اب ہو گئے ہیں وقف کسی آستاں کے ساتھ
۲۲۸	دیوانہ زنجیر شریعت
۲۲۹	لیکن بہار قلب ہے یادِ حندا کے ساتھ
۲۳۰	زخمِ حضرت کی بدولتِ حسدِ مُنزل ہوا
۲۳۱	دُھواں اُخْحَاشِین سے یہ کہہ صیادِ ظالم سے
۲۳۲	خُدا کے حکم پر اپنا سُرِ تسلیمِ خُم کر دو
۲۳۳	وہ خاکی جس زمیں پر آیا بن کر آسمان آیا
۲۳۴	ظلمتِ معصیت اور انوار طاعت
۲۳۵	زندگی کر دو فندامالک کے نام
۲۳۶	جو بندہ ترا تابع فندہ مان رہے گا
۲۳۷	وہ دل جوتیہی خالہ فریاد کر رہا ہے
۲۳۸	ذلت و خواری عاشقِ محباز
۲۳۹	عشقِ محبازی کا علاج
۲۴۰	مرقع عبرت
۲۴۱	معراجِ عشق
۲۴۲	نصیحت برائے عاشقینِ محباز
۲۴۳	خون کا مسند در



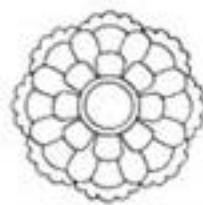
۲۳۸	مری چشم تر خون برسار ہی ہے
۲۳۹	علاج تکبہر
۲۴۰	پھر نعرہ مستانہ ہاں اے دل دیوانہ
۲۴۱	پیش صحبت ابرار یہ در و محبت ہے
۲۴۲	ترے عاشقوں میں بینا ترے عاشقوں میں مزا
۲۴۳	عارضی سُن عارض
۲۴۴	اشاعت میرے شعروں کی ہامیہ صحیت ہے
۲۴۶	نہانت منفرت کی دوستو اشک ندامت ہے
۲۴۷	ندامت عاشقانہ مجاز
۲۴۸	آہی کی روح میں ہوتا ہے درد پنهانی
۲۴۹	نفس دشمن ہے دشمن کو ناشاد کر
۲۵۰	رفتار کا گفتار کارکردار کا عالم
۲۵۱	جلہ قرب محبت
۲۵۲	وہی پاتا ہے سندل ساتھ جورہ بہر کے رہتا ہے
۲۵۳	دل کا مصرف حقیقی
۲۵۴	ہر آک ذرہ کو رہنماد لکھتا ہوں
۲۵۵	رشک جنت ہے تری خوشنودگی
۲۵۶	مرشد سے درخواست دعا
۲۵۷	اے ندا مجھ کو آنسو کا دریا بھی دے
۲۵۸	تب وہ سمجھے مری بے کلی کو



۲۶۹	سکون دل در مجلس اہل دل
۲۷۰	اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا
۲۷۱	اے بھاری کائنات دل کے خورشید و قمر
۲۷۲	تلائش دیوانہ حق
۲۷۵	خانخت نظر
۲۷۶	انسانیت کا اپنی وہ پر حم جلا گئے
۲۷۷	ایک دن پوچھے گا مالک ہاں بُت کیا کیا کیا
۲۷۸	اے چشم اشک بار ترا ہے عجب بیاں
۲۷۹	بھاگ رب کی گلی
۲۸۰	زخم اُفت سے جو قلب گھائل نہیں
۲۸۱	بتا تو قبریں کیا ساتھ لے جاتے گا اے ناداں
۲۸۲	زوالِ حُسن محباز
۲۸۳	جس نے سر بخٹا ہے اس سے سرکشی زیبا نہیں
۲۸۴	رہ عشق میں عقل کا نٹا ہے کا نٹا
۲۸۵	میرا کوئی نہیں آہ تیرے بسو
۲۸۶	دل تباہ میں فرماں روائے عالم ہے
۲۸۷	عشق کو حاجت بیان نہیں
۲۸۸	نہیں مخصوص ہے اس کی تجھی طور سینا سے



تم اصلاح کی اس میں کوشش نہ کرنا
یہ ہے داستان درد دل کی ہماری
مری شاعری بس مراد دل بے
لغت پا سکے گئی اسے تمہاری



فاریں کتاب سے گزارش

سب اہل دل سخن گوئی کو میری مردِ عشق شاعری سے دو سمجھیں
 جو اچھا یا بُرا میں نے کہا ہے تفاضلے دلِ محبوس سمجھیں
 اگر ہو لغزشِ حُت امر تو مجھ کو خمسِ عشق سے مخنو سمجھیں
 بے ترتیبی اگر پاتیں تو اس کو نظامِ عشق کا دستور سمجھیں
 خطاط الفاظِ دُمعنی کی ملے تو سانِ عشق کو معذ و سمجھیں
 نہ چھپت سرست نایافت لیکن
 خدا کو تھسا یہی منظور سمجھیں

فُریں: ہمارے محترم و درست بحثاب نثار صاحب کے یہ اشعار چونکہ میرے بجود کلام کے یہی بھی ضروری ہیں اس لیے فیضانِ محبت کے شروع میں ان کو نقل کیا جا رہا ہے۔ سید حمدان خضر عطا اللہ تعالیٰ



عرضِ ختن

مرشدی مولائی حضرت اقدس مولانا شاہ سید محمد اختر صاحب بہت برکتیں کام بخوبی کلام "فیضانِ محبت" الحمد لله تعالیٰ منصبہ شہود پر آگیا ہے۔

حضرت والا کام کلام نہ ٹھیک و نیبل کے تھے یہ نہ شراب و مشوقان فانی کی پھر داستانیں، بلکہ حسین فانی و عشق مجازی و بد نظری کے خلاف اعلیٰ جہاد ہے کیوں کہ اس دور عربی و فتحی میں اللہ تعالیٰ کے راستے کا سب سے بڑا حجاب اور سب سے بڑا الٰہ باطل یہی حسین فانی ہے جس میں عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے سماں طریق اس سے کما سخت اجتناب و اختیاط نہ کرنے کے سبب با وجود ذکر و اشناال کے منزل قرب حق اور نسبت ناصہ سے خود میں بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مثلاً بُنگاہی اور حسین فانی سے لذت کشی کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ اس روحاں کی نیسر کے معاملوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص توفیق بخشی ہے کہ حضرت کی مجلس ہو یا وعظ یا اشار اس مرض کے مملکات پر تنیب اور اس کے معاملات و لشیں عنوانات و اطیف تعبیرات سے فرماتے یہیں کہ عشق مجازی کی دلدل میں غرق ہزاروں مریض شفا پا پکے یہیں فالحمد لله تعالیٰ۔ اکابر علماء بھی اس کے مترف ہیں کہ اس مضمون خاص میں حضرت والا مولیہ من اللہ ہیں بلکہ بہت سے بُرے علماء کی رائے ہے کہ ان مضاہیں سے عوام و خواص کو بے حد فائدہ ہو رہا ہے۔

حضرت والا کے اشار میں حسین فانی کی تا پاییداری و پچریت اور اس پر تناستے جاں نثاری کے حماقت ہونے اور اس سے کنارہ کش ہو کر واصل باللہ ہونے کے عنوانات و تعبیرات و تریفیات کا جیرت انگیز انمار ہوتا ہے

جس کی مثال احقر کے گمان میں پوری دنیا تے شاعری پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ
دنیاوی شعرا تو ان مصنایں کو سوچ بھی نہیں سکتے کہ ان کی پرواز تخلیق تو شن
کے خالہی نقش و نگار تک محدود ہے جب کہ حضرت والا کا کلام ان نقش و نگار
کا پوٹ ہرث کر کے اس کی گندگی و خباثت و فنازیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ غیر اصل
کی نفی کر کے حضرت والا اپنے قلب کی آتشِ عشق اور درد دل کے کیف و مسی
سے طالب کے دل کو حق تعالیٰ شانہ کے لیے بے قرار کر دیتے ہیں۔ حضرت والا
کے اشعار کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے برپا ہے
اور حضرت والا کے درد دل کا عکاس ہے اور اپنے درد محبت کی جو عظیم دولت
حق تعالیٰ نے حضرت والا کے قلب کو عطا فرمائی ہے اس کی کچھ نشان دہی
حضرت والا کے کلام میں ہو جاتی ہے۔

قلوب کو مجاز سے حقیقت کی طرف منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں بلکہ
انتہائی مشکل ہے جس کے لیے حضرت والا عشق مجازی کے ظاہری اصنوف کے
آنکھیں استعمال کر کے ان میں آتشِ عشق حقیقی بھر دیتے ہیں اور انداز منایت لندیہ
دلشیں دلیل ہے جس کی ایک مثال پیش ہے کیونکہ یہ موقعی کلام طویل
کا نہیں، ملاحظہ فرمائیے ۔

ن وہ سوز ہے ن وہ ساز ہے یہ جب فریب مجاز ہے
سر نازِ حُسْنِ بھی فلم ہوا ن اب عشق و قفت نیاز ہے
بھی خُن یوں بت ناز کا رُشتاں بھی باقی نہیں رہا
پڑھو دوستو مرے عشق پر کہ جنازہ کی یہ نماز ہے

اہل اللہ کا کلام ان کے درد دل کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان
کے کلام میں یہی تماشہ ہوتی ہے جو اہل ظاہر کو نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے پاس
وہ دل نہیں جو اہل اللہ کے سینوں میں ہے اور اہل اللہ کا مقصد العاظم کی جادوگری
اور لعنت و تسبیر کی بازی گری نہیں ہوتا بلکہ لعنت و اندازِ محض و سائل ہوتے ہیں
جن سے ان کی آتشِ عشق اور درد دل کی ترجیحی ہو جاتے اور وہ درد سینوں میں



منقول ہو جاتے اور لوگ اللہ تعالیٰ کے عشق سے مرتضیٰ ہو جاتیں۔ اس بسط میں
حضرت والا کے یہ دو شعر ہیش نظر رہیں جو نامخوب کلام کی خدمت میں عرض ہیں۔
تم اصلاح کی اس میں کوشش نہ کرنا

یہ ہے داستان درد دل کی ہماری

مری شاعری بس مرا درد دل ہے

لغت پا سکے گی اے کیا تماری

اور حضرت والا کے یہ دو شعر بھی حضرت والا کے درد دل کی عکسی کرتے
ہیں۔ پہلا شعر انگلینڈ میں موزوں ہوا جبکہ حضرت والا کا بیان سن کر ایک صاحب
نے عرض کیا کہ حضرت والا کے بیان میں ایسا درد تھا جو اس سے پہلے میں نے
کہیں محسوس نہیں کیا تھا۔ اس وقت برجستہ حضرت والا نے یہ شعر فرمایا۔

اس طریقہ درد دل بھی تھا میرے بیان کے ساتھ

بیسے کہ میرا دل بھی تھا میری زبان کے ساتھ

اور دوسرے شعر یہ ہے، ہی ایک موقع پر بگٹھ دیش میں فرمایا۔

اس درجہ حلاوت ہے مرے سردار بیان میں

خود میری زبان اپنی زبان پھوس رہتی ہے

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کلام "فیضا مجہت" کو شرف قبول عطا فرماتے اور قیامت تک نہ تبت مسلم
اور سالکان طریقہ کے یہے مشعل راہ اور حضرت والا کے یہے اور جامع و مرتب اور
اس کی طباعت و اشاعت میں جملہ معاونین کے یہے صدقہ جاریہ بناتے۔

اے میں

احترم نہ عذر نہ عذر نہ عذر نہ عذر نہ عذر

خادم حضرت مولانا شاہ بکیم محمد اندر صاحب دہشت بر کا تم

نامنناہ امداد یہ اشرفیہ

کھشن اقبال کراچی



بہ فتنِ صحیح است برآ کرید در دنیا
بہ ایک نیزِ صحیح است دوستواں کی کاش و شیخ

میرت یا اصدقہ بے ثریب تیر کے نازدیک کے
جو مل یا نش کرنا ہوں غزال تیرے را زدیک

امقر کایہ شعری مجموعہ

مرشدزاد مولانا محبی ائمۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحسین صاحب دامت برکاتہم

لور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغفرانی صاحب حبوبی رحمۃ اللہ علیہ

لور

حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہے۔

امقر محمد حضرت رعایت اللہ تعالیٰ عنہ



کیا جوں کی صحیت جوں کی سیکھی
لئے آگر کیا شیخوں کی آگ پڑے مہما



بیار

حضرت شیخ پھولپور میں

ان اشعار میں بجاہدہ غیر انتیاری سینی ایڈ لے حقوق کی
طرف امثرا ہے ————— محمد انتیار علی الدین حافظ



بناوں کیا کیا سبق دیئے ہیں ترمی محبت کے غم نے مجھ کو
تراء ہی ممنون ہے عشم دل اور آہ و نالہ دل حسنهیں کا
بخاریں سہ کر دنایں دیں یہی تھا مجبور دل کا شیوه
زمانہ گزرا اسی طریق سے تھارے درپر دل حسنهیں کا
جو تیسری جانب سے خود ہی آئے پیام الفت دل حسنهیں کو
تو کیوں نہ زغم سبک سے بد کر لیو کرے رُخ ترمی زمیں کا
نہیں تمی مجھ کو خبیر یہ انحراف کہ رنگ لائے کاغخوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خبیر لہو پکارے گا آتیں کا



سفر بِنگلہ دلیش

در میں مجھی استاد قطب المغارفین خندوی و مرشدی دمولاً تی حضرت قدس
مولانا شاہ ابرار الحنفی ساحر دامت برکاتہم۔ محقق اختر عنان اللہ عنہ

بمار آئی بمار آئی بسار جاں فراز آئی
 کہ بہنگلہ دلیش میں خوشبوئے اشرف کو صبا لائی
 بیانِ سُنّتِ نبوی سے بہنگلہ دلیش روشن ہے
 کیمں بنبل کیمں نرسیں کیمں ریجان سون ہے
 شب تاریک روشن ہو گئی انوارِ سُنّت سے
 بے دیکھو دھی مسودہ ہے اذکارِ سُنّت سے
 مدرسے اکٹھنے کے اور یہ انوارِ سُنّت کے
 جاں میں عام ہو جائیں یہ سب گلزارِ سُنّت کے
 تری تقریر سے بادل پھٹے نظمات پڑھتے
 سے یہ طالبوں کو ہر طرف لمحاتِ سُنّت کے
 اولو العزمی تری دیکھی بُرانی کوہٹ نے میں
 خیں دیکھی ہے ہم نے یہی جرأت اس نہانے میں
 اثر فرمائی کا خوف تجھ پر ہو نہیں سکتا
 مراج شیر زر روباہ ہرگز ہو نہیں سکتا



جہاں ہر نام مناسب خوب پشاں امتنانی ہے
 وہیں عنود کرم کی شان بھی کیا بے مثالی ہے
 ترمی شفقت سے ہم سب ناقص امید رکھتے ہیں
 بحمد اللہ شب تاریک میں خورشید رکھتے ہیں
 یہ انترنگ ک تیرہ بے زبان بے ساز و سماں ہے
 مگر موٹی پہ بھی فیض شمع مہر تباہ ہے
 مری یہ گرمی ایساں ترے آتش فشاں سے ہے
 مرے کا نٹوں پشاں گل بھی تیرے گلتاں سے ہے
 مجھے احساس ہے تیرے چین میں خار ہے انتر
 مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر
 چھپانا منزکسی کا نتھے کا دامن میں گل تر کے
 تعجب کیا، چین خالی نہیں ہے ایسے نظرے



دردِ محبت

کوئی کافش مجنحے اور لوث جاتے
 اسی کا نام ہے دردِ محبت

فیض شاہ شیخ

رشدی حضرت مولانا شاہ ابرار الحنفی صاحب بہت برکات حمد نے یہ سچ عطا فرمایا تھا: ”دور نشاط پل بس اگر جم ہو پکی“ اور اس پر اشعار کئے کی فرمائش کی تھی۔ حضرت دالاں کی برکت سے یہ اشعار ہو گئے۔ محمد انصار علیہ السلام

دور نشاط پل بس اگر دش جام ہو پکی
صبح بہار وصل کی فرقت شام ہو پکی
عشق بھی تمام ہو چکا عقل بھی تمام ہو پکی
زندگی بے نظام کی زیر نظام ہو پکی
دیکھو تو فیض شیخ سے زاغ بھی نہیں ہو گیا
زندگی اک ہلال سے ماہ تمام ہو پکی
نشہ کبر و جاہ تھا سیرت لغور عشق تھی
عاشق میکدہ ہے وہ خوگر جام ہو پکی
اے مرے غالتوں حیات تجھ پر فدا ہو صد حیات
تیری رضا سے بندگی میری تمام ہو پکی
انتر بے نوا کو گرتیرا کرم کرے معاف
بحبوں کا مجھ پر اے مدارجت تمام ہو پکی



کیا ہے اپنے آہ و فنا سے
بیس کام کہے کچھ آہ سے



کوئی حاجت کھٹا ہو تھی کھپڑے سرپنا

اللہی اپنی رحمت سے تو کر دے باخبر اپنا
 نہ انجم ہیں ہمارے اور نہ شمس و قمر اپنا
 بسو ایسے نہیں ہے کوئی میرا نگہ فر اپنا
 کوئی حاجت ہو رکھتا ہوں تری چوکھٹ پیر اپنا
 خداوند امجدت یاسی دے دے اپنی رحمت سے
 کجھے انحراف انجھ پر یہ دل اپنا جگر اپنا
 میں کب تک نفسِ شمن کی غلامی سے رہوں گوا
 تو کر لے ایسے ناکارہ کو چھسہ بارِ دگر اپنا
 چُھڑا کو غیر سے دل کو تو اپنا خاص کر ہم کو
 توفیض خاص کو ہم سب پیار ب عالم کراپنا
 پیض مرشد کامل تو کر دے ہنس زانوں کو
 کو وقت خانقاہ شیخ ہے قلب و جگر اپنا
 تنافل سے جو کی تو ب تو ان کی راہ میں انحراف
 ہمدرتن مشغله ہے ذکر کا شام و سحر اپنا



ت مجھے شکل کیا نہ کرے زیر پڑنا

تجھے شکل ہے کیا نہ کو مرے زیر پڑ کرنا

بخاری سٹہم کو فضل سے رشک سحر کرنا

تری قدرت کا یہ ادنیٰ کر شہر ہو گا اے مالک

کہ ہم سے دور افتادوں کو پھر زدیکتے کرنا

ترے دست کرم کی کیا تاشیہ کیا کیے

حسی ذرا کوتیرا دم میں خورشید و قمر کرنا

جو تیری راہ میں رو باہ خصلت سے ہیں پمانہ

تجھے شکل نہیں ایسوں کو رشک بیشیر ز کرنا

یہی ہے راستہ پانے گا جوں کی تلافی کا

تری سرکار میں بندوں کا ہر دم چشم تر کرنا

تجھے شکل نہیں مسکیں کو شلطان جمال کر دے

کرم سے اپنے آخر کو ترا شمس دفتر کرنا



ہمارے درد کو یارب تو درد معتبر کر دے

ہمارے درد کو یارب تو درد معتبر کر دے
ہمارے سر کو ہر لمحہ تو وقتنگٹ کر دے

مری آہوں کو لطفِ خاص سے تو با اثر کر دے
گرم سے میری جان بے خبر کو باخبر کر دے

اور اپنی راہ میں ہم سالکوں کو تین تر کر دے
مزاج رو بھی کو تو مزاج شیئر ز کر دے

ہماری شام غم کو فضل سے ریشک سح کر دے
شب دیبور کو تو رشک خوشید و قمر کر دے

ہماری خشک آنکھوں کو خدا یا چشم تر کر دے
مرے اشکوں میں شامل خون دل خون جگ کر دے

ہماری غفلتوں کی نیسند کو آہ سحر کر دے
ہماری سرد آہوں کو تو آہ گرم تر کر دے



اور ہم سے دُور افتابوں کو تو زدیکتے کر دے
ہمارے وہ سوون کو درد دل درد جگر کر دے

کرم سے نفس امارہ کو میرے بے ضر کر دے
تھا ضائے گنہ کو فضل سے زیر وزبر کر دے

عطا نے نسبت عالی سے شاہ بھروسہ کر دے
شریا سے مرے ذرہ کو مالک فوق تر کر دے

ثنا نے خلق کی نعمت سے مجھ کو بھروسہ کر دے
فیل و خوار کو تودم میں شاہ کر و فر کر دے

منور نورِ تقوی سے مری شام و سحر کر دے
دل گم کردہ نزل کو شسخ رہ گذر کر دے

ہمارے ذرہ خاکی کو تو رشکنے سے کر دے
مری توہہ سے میرے شر کو تو رشکنے شر کر دے

مرے ہر شر میں شامل مری آہ سحر کر دے
قیاست تک تو ان کو یاد گار بھروسہ کر دے



زمیں سجدہ کو انجکب نداشت سے تو تکر دے
فلک کی کمکشان کوناک پر زیر نظر کر دے

سر عیشر بھی انحر پر کرم کی اکنفس کر دے
اور اپنے فضل سے وہ آخری مشکل بھی ہر کر دے



ڈعا

یہی صورت جو مجھے آپ سے غافل کر دے
اے خدا اس سے بہت دور مرادل کر دے
اپنی رحمت سے تو طوفان کو ساہل کر دے
ہر قدم پر تو میرے ساتھ میں منزل کر دے
اے خدادل پر فضل وہ نازل کر دے
جو مرے درد محبت کو بھی کامل کر دے



یا رب کرم سے اپنے تو دو نوجہوں پر

یا رب کرم سے اپنے تو دو نوں جہان دے
جو حق غصب کا ہے اس کو امان دے

اور اپنے فضل سے مجھے صدقہ زمان دے
اور اپنی محبت کی بھی اک ناص شان دے

یا رب مجھے زمان اور ایسا مکان دے
جس میں تری ہی یاد ہوی ہر آن دے

کوئی ہمارے کان میں یہی فغان دے
جس سے ہمارا ہسر بُنِ موجھ پہ جان دے

اور اپنی معرفت کی مجھے یہی شان دے
ہر ذرہ کا تہرات کا تیار انشان دے

اپنا پستہ دے مجھ کو یوں اپنا زمان دے
جاوں جہاں بھی دل مرا بس تجھ پہ جان دے



آہوں کو میرے درد کا وہ ترجمان دے
 تیرا بیان ہر زماں جس سے زبان دے
 ہمت کی میسری خاک کو وہ آن بیان دے
 دل کو جو میرے شوکت ہفت اسماں دے
 توفیق کا کرم سے وہ تیری روکمان دے
 جو ہر عدو سے ہر زماں مجھ کو امان دے
 مالک مری زیاں کو وہ سمجھ رہا بیان دے
 جو میری بات سن لے وہ بھی تجھ پر جان دے
 انخرا کو اپنے عنم کی وہ محسنیوں جان دے
 جو تیرے درد و عنم کا ہمہ سو بیان دے



توحید و نعمتِ کمال بندگی

آپ کے نام پر جان دے کر	زندگی زندگی پا گئی ہے
چل کے نقش قدم پر نبی کے	بندگی بندگی پا گئی ہے



دعا

یاسی صورت جو مجھے آپ سے فل کر دے
اے خدا آں سے بہٹوئی مرادل کر دے
پینی حمست سے تو طوفان کو ساحل کر دے
ہر قدم پر تو میرے ساتھیں منزل کر دے
اے خدادل آپ کے فضل و نمازل کر دے
جو مرے درمیخت کو بھی کامل کر دے

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ



شرطِ الحسید کا حل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلبِ حال ہیں



صبحِ پشاور میں

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا حبِ ام و میتاتے عالم
ترکیف لے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک فتح م پر
ہو نظرِ احتمالِ امِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بر الطف دیت ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطنتِ نیتِ یعنی جو گی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جمال تم کٹاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جمال بے نظمِ مدینہ

ہو آزادِ خستہ غمِ دوجہاں سے
جو ہو حبَّتے دل سے غلامِ مدینہ

(مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہوئے)



نگ لائیں گی کہتے ہی تیر

نگ لائیں گی کہ میسری آئیں پھر دینے کی جانب کو جائیں
 جب نظر آئے وہ سبز گنبد بچ کے صلی علی الجم جائیں
 جب حضوری کا عالم عطا ہو اُن کو افشاء عنم سُنا ایں
 اب نہ جانا ہو گھرِ ہم کو واپس پچکے چپکے یہ مانگیں ڈس ایں
 تیرے در پر مراسہ جو یارب جان اس طرح تجھ پر نٹ ایں
 مجھ کو اپن بنا لو کرم سے مستلزم پر یہ مانگیں ڈس ایں
 دونوں عالم کی کیا ہے حقیقت جتنے عالم ہوں تجھ پر نٹ ایں
 سارے عالم میں پھر پھر کے یارب تیردا درِ محبت سُنا ایں
 تیردا درِ محبت سُنا کر سارے عالم کو مجنوں بنائیں
 سارے عالم کو مجنوں بن کر میرے موئے ترے گیت گائیں
 لذتِ قرب پا کر تیردا ہم لذتِ دوجہ سال بھول جائیں
 در در ڈھونڈتا ہے یہ اختر
 اصلِ درِ محبت کو پائیں



آپ کا ذکر ہے وجہا پڑ

بیسے خورشید ہو آسمان میں
آپ کا مرتبہ اس جہاں میں
دوستو یہ ہے شہرِ مدینہ
جس سے اسلام پھیلا جہاں میں
کیا اثر ہو گا آہ و فنا میں
گزر نہ صلی علی ہو زبان پر
آپ کا ذکر ہے وجہا میں
و رفتہ کا نعم یہ ہے
شرطِ توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلبُ جاں میں
آپ کا رتبہ دونوں جہاں میں
کوئی سمجھے گا کہیں، غیر ممکن!
بزرگ نہ بدپور جس کی نظر ہو
وہ بحلا جائے کس گھٹتاں میں
جن کے صدقے میں ہاں ہجتاں میں
نام کیسا ہے پیارا محمد
یہ ہے فیصل ان نور نبوت
جو ہے اسلام سائے جہاں میں

کیا کہوں رفتہ شان گنبد
پچھنئیں دم ہے اختِ زبان میں

۔ سلی اللہ علیہ وسلم



کیا رحمت کی شل میں

نورِ سنت ہے کون و مکان میں
 کیا تجلی تھی تیسے بیال میں
 عبدِ سلطان کھڑے ایک صفت میں
 کیا اثرِ محنت رسالت کی شاہ میں
 فرق کا لے دگرے کا تو نے
 حسین طریح سے مٹایا جہاں میں
 یہ محنت تیری غلامی کا صدقة
 شاہِ سلطانیت شتر باب میں
 جس نے کائنے بچائے تھے دیکھا
 انگل بدماں ترے بوستاں میں
 جو چپلا تیر نقش فتم پر
 کامراں ہے وہ دونوں جہاں میں
 ہو فتسر جیسے انجمن میں روشن
 آپ تھے محفلِ ختنہ اں میں
 آپ کی شان بے انتہا کو
 حسین طریح لائے اختیار بیال میں



سو تیز بچہ نبی کے قدم

مسجدی قسمت کماں یہ طواف حرم
جس زمین پر پلے تھے نبی کے قدم

جس سے چکے تھے کل سینہ انبیاء
میرے سینہ کو حاصل ہے وہ ملزم

بعجزہ ہے کہ آلاتِ پیغامہ تھے
و سطہ دنیا میں ہے کعبہ محترم

اور بنوایا گھر اپنا یوں مختصہ
سل ہوتا کہ سب کو طواف حرم

ورنا مالک اگر گھرہ بتاتا بڑا
کما کے غش گرتے سب زائران حرم



اپنے کعبہ کا پھیسہ اب کیا مختصر
صاحب بیت کی ہے یہ شان کرم

گو حرم کے پہاڑوں پہ سبزہ نہیں
ہیں مگر دوستو! پاس باں حرم

ورنہ حاجی درختوں میں بیٹھے ہوتے
کیرے میں لیں کرتے باغ حرم

رب کعبہ سے بھی اور کعبہ سے بھی
ڈور کر دیتے ہم کو جبال حرم

ان پہاڑوں پہ بھی حفظِ توحید کا
رب کی جانب سے ہے آنحضرت حرم

یہ بھی بھرت کا اک رازِ تکوین ہے
ورنہ روضہ بھی ہوتا جوارِ حرم

قلبِ عاشق کے دو گلڑے ہوتے یہاں
درمیانِ حرم روضہ محترم



جائے طیبہ میں دے بزرگ نبہ پہ جائ
اور مکہ میں ہو حب فدائے حرم

بت وطن کے بھی بھرت سے سب گوگتے
سُوئے طیبہ چلے جب نبی کے قدم

آپ کے گھر میں خستہ کی یہ حاضری
ایک نا اہل پر ہے حدادا کا کرم

(دھنگرہ۔ ۲۱۳۱ھ)



دل تڑپتا ہے مسیدا یعنے میں
باتے پہنچوں گا کب مدینے میں
قلب جس کانہ ہو مدینے میں
اس کا جیتنا ہے کونی بیٹنے میں

فیضانِ مدد سہیں

ساحل سے لگے گا کبھی سیدابھی خزینہ
 دیکھیں گے کبھی شوق سے مکو مدینہ
 مومن جو فدائ نقش کفت پائے نبی ہو
 ہوزیر دستِ مام آج بھی عالم کا خزینہ
 گزشت نبوی کی کرے پیر وی نہت
 طوفان سے مغل جائے گا پھر اس کا سفینہ
 یہ دولتِ ایمان جو ملی سارے جہاں کو
 فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ
 جو قلب پریشاں تھا سدا رنج والم سے
 فیضانِ ثبوت سے ملا اس کو سکینہ
 جو درِ محبت کا ودیعت تھا ازل سے
 مومن پہ ہو کاشت وہ مدفنِ حنفیہ
 اے ختمِ زل کتنے بشر آپ کے صدقے
 ہر شر سے ہوئے پاک بنے مثلِ نگینہ
 غالی جو تھا انوارِ محبت کی حق سے
 اُک آگ کا دریا سا لگے ہے وہی سینہ
 صدقے میں ترے ہو گیا وہ رہبرِ امت
 جو کفر کی خلمت سے تھا اک عبدِ کمینہ
 اے صلی علی آپ کا فیضانِ سالت
 جو مثلِ مجرم تھا وہ ہوا رشکِ نگینہ
 جو دُوبنے والا تھا ضلالت کے بخور میں
 اب رہبرِ امت ہے وہ گراہِ سفینہ
 جو کفر کے خلماں سے تھا نگاٹ خلاائق
 ہے نورِ ولایت سے منور وہی سینہ

اختر کی زبان اور شرفِ نعمتِ محمد
 اللہ کا احسان ہے بے خون و پسینہ



یہ سحر کا اثر دیکھنے ہیں

یہ آہ سحر کا اثر دیکھتے ہیں مدینہ کے شام و سحر دیکھتے ہیں
 جسے آپ کا خاہبہ دیکھتے ہیں اُسے غیر سے بے خبر دیکھتے ہیں
 غلامی سے تیسرے علاموں کا زر بہ طالب سے بھی فوق تر دیکھتے ہیں
 تجلی جو ہے بزرگ نبہ پہ ہر دم اُسے رشک شمس و قمر دیکھتے ہیں
 مدینہ کا جزرا فیہ دیکھ کر ہم عجب حال قلب و جگر دیکھتے ہیں
 تصور میں آتا ہے جب بزرگ نبہ تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں
 بفروطِ محنتِ بشوقِ نظر، ہم مدینہ کے دیوارِ دور دیکھتے ہیں
 ابوکبیر و فاروق و عثمان و حیدر تصور میں ہم ان کے گھر دیکھتے ہیں
 جو روضہ پہ صحنِ سلاطین چھوئے ہیں تو پسند از زیر و زبر دیکھتے ہیں

جو جالی پہ صلی علی کہ رہے ہیں
 اے اختر انہیں چشم تر دیکھتے ہیں



گلستان سے مہر و لگ

بُنگ کے بیباں سے منور ہوں گا گلستان طیب سے منور ہوں گا
 میں دیدار گشید سے محمور ہوں گا کبھی نور ہوں گا کبھی طور ہوں گا
 گناہوں سے اپنے میں رنجور ہوں گا پیغام شناخت میں منفور ہوں گا
 میں ایسے غباروں میں ستور ہوں گا اڑے گی ہوا سے جو خاکِ مدینہ
 میں روپ سے پرصلی علی نذر کر کے پہل نور ہوں گا پہل نور ہوں گا
 مدینہ کے انوار شام و سحر سے سراپا دل و جان سے منزور ہوں گا
 میں ممنون ہوں گا حسد کے کرم کا بھی دل میں اپنے نمنزد ہوں گا
 ہر اک امر میں راہِ سُفت پر چل کر نُدا کے کرم سے میں منصور ہوں گا
 احمد کے شسیدوں کے خون و فلے سبق لے کے پابندِ ستور ہوں گا
 مدینہ میں جب قلب و جان چھوڑا کیا میں مجرم ہو کر نہ مجرم ہوں گا

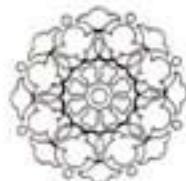
قبا کی زیارت و نخلوں سے اختر
 ہر اک راہِ سُفت سے پُر نور ہوں گا



دیارِ مدینہ

نظرِ دھونڈتی ہے دیارِ مدینہ
 جس میں دل اور جاں بے قرارِ مدینہ
 وہ دیکھو احمد پر شجاعت کا منظر
 شیدوں کے خون شادوت کا منظر
 وہ ہے سامنے بزرگِ حسجد کا منظر
 اسی میں تو آرامِ فرد مایاں سرور
 ابوکبر و فاطمہ و عثمان و خیدر
 یہیں تھے یہ پروانہ شمعِ انور
 یہیں سے تو اسلام پھیلا جہاں میں
 مدینہ کا شہر ہے ہفت آسمان میں
 نشانِ نبی ہے یہ مسجدِ قبکی
 ہے قندیلِ طیبہ نبی کی صیاد کی
 مدینہ کے دیوار و در دیکھتے ہیں
 عجب حالِ قلب و جبکہ دیکھتے ہیں
 یہ مکن ہے شاہِ مدینہ کا اختر
 فلکِ بو سہ زان ہے یہاں کی زمیں پر

سے رضی اللہ تعالیٰ عن



جوارِ محمد نبی میتے ہیں ہم

میرزا منور کے ایک شاعر حضرت مولانا عابد القی اللہ بندر شہری مساہب مدینی دامت برکاتہم کی فرمائش پر یہ اشعار کے گئے
جنہوں نے مدینہ منور پرستے یہ مصر کو لکھ کر بیسجا تھا۔ جوارِ محمد نبی میں رہتے ہیں ہم — میرزا منور

نیں پر مدینہ کی رہتے ہیں ہم فلک پر مگر ناز کرتے ہیں ہم
نہ پوچھو کہ کیا ہے ہمارا شرف جوارِ محمد نبی میں رہتے ہیں ہم
کرم ہے یہ مالک کا لے دوستو مدینے کی بستی میں بنتے ہیں ہم
مدینے کی نسبت ہے قیمت ہی و گرنہ حقیقت میں سستے ہیں ہم
مدینے میں مزنا معتدر میں ہو خدا سے دعا یہ بھی کرتے ہیں ہم
یہ نالایقوں پر ہے رب کا کرم محمد نبی میں بھری میں رہتے ہیں ہم
شغاوت محمد نبی کی بھی ہو صیب دُعارات دن یہ بھی کرتے ہیں ہم
مدینے میں ہر سال ہو حاضری خدا سے یہ فرش یاد کرتے ہیں ہم
پس لے را کرت ان مدینے مجھے ز بجولو گذارش یہ کرتے ہیں ہم

اے آخرت مرے قلب و جاں ہیں وہاں
مدینے سے گو دو رہتے ہیں ہم

سے صلی اللہ علیہ وسلم



فَنَجَّهُهُ أَخَاكِ شَهْرِ مدِينَةٍ

رمبارک تجھے ہو اے ارض مدینہ
 نبی کا شہر ہے یہ شہر مدینہ
 ترے پاس جب سید دو جماں میں
 نکیوں رشک افلک ہوچکر مدینہ
 ترے بزرگ نسبت بد پا عالم فنا ہے
 فلک جیسے چڑے زمین مدینہ
 ترا ذرہ ذرہ نشان نبی نہے
 ونداب تجھ پا میں خاک شہر مدینہ
 احمد کے یہ دامن میں خون شیداں
 بیق دے رہا ہے وفاتے مدینہ
 نشانی ہے اسلام کی عظیمتوں کی
 صحابہ کے قدموں سے خاک مدینہ
 دفتداریوں پر صحت پر کی اختر
 ہے تاریخ روشن یہ شہر مدینہ



یا جبال الحرم ہبائیں حسنه

مسیہؑ کی نظر میں تم ہو بڑے محترم
یا جبال الحرم یا جبال الحسنه

یہ دعائے حسنه لذتِ مفتضہ
ہو عطا سب کو یعنیتِ مفتضہ

اے خدا ہے فقط آپ کا یہ کرم
کر رہے ہیں جو ہم سب طوافِ حرم

آگئی سامنے روپتے محترم
جس کی زیارت کو یا رب ترستے تھے ہم

رحمتِ دو جہاں کا ہے فتحیضِ اتم
جن کے صدقے میں مسلم و مومن ہیں ہم

آپ ہی کے شرف سے یہ رتبہ ملا
امتِ مسلم ہے جو خیسہ الام

ہیں سلاطینِ عالم بھی احسان میں
بن کے حاضر ہوتے ہیں گدائے حرم

میرے مالک یہ خستہ کی ٹھنڈے دعا
ہو مفتدر میں ہر سال دیدِ حسنه



لذت ذکر نام خدا پھر

لذت ذکر نام خدا ہے چمن
اور غلت کی دنسیا ہے دشت و دمن

کی ہے جس نے بھی بھرت ترے ہم پر
پا گیا پا گیا وہ بہارِ وطن

ہے ضروری گستاخوں کو بھی چھوڑ دیں
اصل بھرت نہیں صرف ترک وطن

یہ ہے فیضان آہ و فعتاں دیکھ لو
دامن کوہ میں دل ہے کیا گمن

بائیتیں پائے گا نسبت اولیا
جس کے دل کو لگی ہے خدا سے لگن

شہرِ محبوب ہو گا جس اں بھی کہیں
عاشقوں کا سُنا ہے وہی ہے وطن



پھر مدینے کی نذت کو میں کیا کہوں
کا شش ہوتا مدینے میں مسیدا وطن

کہ سطح میں کہوں دل سے لے دو تو
زندہ بادلے وطن زندہ بادلے وطن

یہ وطن میں مجرد دل مدینے میں ہے
لے مدینہ فاتحہ پا ہوں صد وطن

نیک لوگوں میں ہو صاحب درد دل
ہے چمن میں کوئی جیسے رشک چمن

روز و شب ہے یہ آخر کی آہ و فغاں
بغش دے روز محشر مجھے ذوالین

(دری یونیون - ۱۱، ستمبر ۱۹۹۳ء)



ام العلیم بان اللہ مدینی

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے کوئی دیکھتا ہے تجھے آسمان سے



صلحابگی پیش برداشت فنا نیز ایران را
جهت ترقی شریعت و اسلام پیغام را می



منقبت

صَحَابَةِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مُجَمِّعُهُمْ



سے دیدہ میں پو شیدہ جمال حق کی تابانی
صحابہ کے دلوں کو جس نے بخشنا نور یزدانی

وہ سلطانِ جہاں تھے قلب میں تحفہ پہنانی
مقامِ عبدیت کے ساتھ تھی ان کی جہانبانی

نہ دیدہ نظر کو چوں کہ دیکھا تھا صاحب نے
وہ ایساں آج یکسے پاسکے گا کوئی ربانی

تجلی گاہ جو جاں تھی اسی روح منور سے
ہر اک مومن کو ہوتی تھی عطا مرارج روحاںی

مبادر کی آنکھوں کو کہ جن آنکھوں نے دیکھے تھے
نبی کے چسرہ انور پہ جلوہ ہاتے ربانی

جنھوں نے مال و زر بھی آبرو بھی جان بھی دئے می
کوئی جانے کا کیا ان کا عتام کیفتِ احسانی

ہمیشہ ہر صحابی راہِ سُنّت کا تھا شیدائی
وہ دیوانے تھے لیکن خاک پاتھی ان کی فرزانی

یہ کیا معجزہ تھا دوستو شان رسالت کا
شریبانوں کو نخشے جس نے آداب جما نبافی

خدا ان سے ہے رہنی اور وہ رب سے جوئے رہنی
شہادت اس حقیقت پر جیں خود آیات فرمات آئی

بلاغ غیر صحابی پا کے گا مرتبہ ان کا
کہ ہے منصوص ان پر رحمت حق فضل رحمانی

صحابہ کی محبت کو بھی حسم ایسا سمجھتے ہیں
کہ ان کے دم سے امت کو ملی تعلیم قرآنی

صحابہ کی حیات با وفات تاریخ ایسا ہے
جو اختر دے رہی ہے رات دن پیغام بیانی



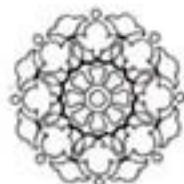
شروع کی تھی اپنی جیکٹ کوئی
لچک نہیں کر سکتے گا نہ کوئی



نیں جیے سے میر

جس سے ہیں آپ خوش اس جہاں میں وہ شبِ روز ہے گستاخ میں
 دیکھ کر میرے اشکبِ ندامت ابرِ رحمت کی بارش ہے جاں میں
 آپ کا سنگبِ در اور مراسم حامیلِ زندگی ہے جہاں میں
 سارے عالم کی لذتِ سمٹ کر آگئی ہے ترے گستاخ میں
 لذتِ ذکرِ حقِ اللہِ اللہِ اور کیا لطف آہ و فتناں میں
 کیا کوں قربِ سجدہ کا عالم یہ زمیں جیسے ہے آسمان میں
 برق گرنا مگر رُخ پدل کر آہِ نستا ہوں میں آشیاں میں
 عالم غیب کا یہ کرم ہے چشمِ بینا دیا قلبِ وجہ میں
 گستیم و خون تمث ہے نہایتِ عشق کی داستاخ میں

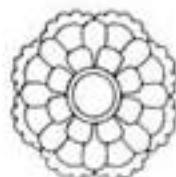
لذتِ قرب بے انتہا کو
 رُخ طرح لائے اختیزاب میں



اپنے پیارے میرے اپنے بیانِ حاکم

ذکر سے جب ملاؤ جاں میں سیکڑوں جاں میں میسری جاں میں
 چار سو ان کی نسبت کی خوشبو چھیل جاتی ہے سارے جماں میں
 بخشنده سے چھپا اونجت رازِ ظاہر ہے آہ و فغاں میں
 چشم غماز ہے دردِ نسبت عشقِ مجبور ہے گوبیاں میں
 نیم جماں کر دیا حسرتوں نے رہ کے صحرائیں ہو گئتاں میں
 آپ کی راہ میں جماں دے کر آپ کو پا گھیا اپنی جاں میں
 یوں توزیت سے جانا ہے مجھ کو کام پچھنیک کر لون جماں میں
 تیسرا توفیق کا آسدا ہے ورنہ رکھا ہے کہیں غاکداں میں
 مثلِ خورشید چمکا دے یارب دردِ محنت ہے جو میسری جاں میں

تیری رحمت کے صدقے میں اختر
کیا عجب ہو گا با غنج بناں میں



ترے در پر ترا بندھ بہ آیا کرم

کرم سے ان کے میرے سامنے ان کا حرم آیا
ہماری زندگی کا وقت وقت مفت نہ آیا

کرم سے ربِ کعبہ کے دعا یاں روشنیں ہوتی
نظر کے سامنے قسم سے سیدھی مُفترم آیا

یہاں کا ذرہ ذرہ ظہر انوارِ کعبہ ہے
یہ مالک کا کرم ہے اس پر جو اُس کے حرم آیا

اگرچہ پڑھتا ہے پر کہاں جائے ترا بندھ
ترے در پر ترا بندھ بہ اُسید کرم آیا

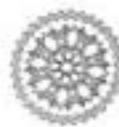
زبان شکر قاصر ہے لغت میں دم نہیں خستہ
مری اُسید سے زیادہ نظر ان کا کرم آیا

(د) رمضان الْبَارِكَ (۱۴۳۴ھ) اندوں کی بشریت،



اسکر فال فہرست

اے مرے خالق حیات تیری نوٹھی ہے صد حیات
آپ کی ناخوشی سے ہے سیہی حیات صد نعمات
ذکر سے تیرے بل کئی دل کو ہائے صد حیات
بلکہ ترے ہی نام سے زندہ ہے ساری کائنات
تیرے بغیر ہیں ہی کیا مردہ ہے ساری کائنات
تیرے کرم سے حشر سبک زندہ ہے ساری کائنات
عارضی جنگل پا ہیں بل بیل کی ساری ہزیارات
فانی توں کو دل نہ سے یہ ہیں ہماری ہزیارات
شس و قر کی روشنی اوثی سی بھیک ہے تری
رُوح میں تیرے نور سے سختے ہیں ہا کائنات
نفس کا جو غلام ہے عشق ہے وہ گناہ میں
کیوں نہ کوں کو زندگی سختی ہے اس کی وابیات
اُس کا سکون چمن گیا سختی ہے تلمیخی حیات
جس نے پکھے ہیں دوستو فانی ہتوں کے نمایات
تو پر کریں گناہ سے لیکن ہو ہسداق دل سے بھی
حشر میں ہوں گے فائزوں بیباں ہوں گی فائزات
یہیں تو نہاد سے دور دور لیکن زبال پا ہے ضرور
دعویٰ علم ارضیات دعویٰ عالم فلکیات
جس کو نہاد لے بخش دی لذت ذکر فضل سے
اختر وہ پا گیا ہے بس ماحصل اُنھیں کائنات



خوشی ہے بس پھر وال کے جاونے
کام داک کو بے بھر بے قب دنے



سامنے جلو ہیں ان کے لوگوں

درد دل کے واسطے کر جستجو زخم حسرت اور خون آرزو
 غم سے بکڑے ہو گئے دل کے مجر دل کے ہر ذرا میں پیں انوارِ حُو
 ان کی جانب سے محبت کا مرے امتحان ہے ہر شکست آرزو
 اے خدا تجھ پر فرشتا ہو ہر زماں میری دولت میری جان و آبرو
 حسرتوں کے غم اگر پیں راہ میں سامنے جلوے پیں ان کے کوب کو
 ایسی شکلوں کو نہ دیکھوں میں کبھی آپ سے جو دور کر دے خوب رہ
 تجھ کو کیوں مشکل ہے یہ صرف نظر دیکھ اے ظالم شہیدوں کا لہو
 شکر کرتے پیں غم حسرت پہ ہم دیکھ کر یارب ترے جام و ببو

دیدۂ خستہ ہے گو حسرت زدہ
 دیدۂ دل دیکھتی ہے نورِ حُو

(۱۱. قودی ۶۷، جواہرِ سبک تائیری طیارہ میں)



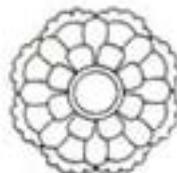
ہے لمحاتِ دل کے

آرزو میسری ناک میں دل کے لطف یتی ہے عشق کامل کے
 سٹ کے رنج راہِ منزل کے پاس آتے ہیں جب سے وہ دل کے
 رنج حرث ہے راہ میں اسیکن لطف شامل ہیں ان کی منزل کے
 کیا کہوں ان کے قرب کا عالم بختنے عالم ہیں عالم دل کے
 فروذت سے جموم جاتا ہوں تھنی خوشیاں ہیں آپے دل کے
 اب خزاں دل سے دور ہے کیونکہ پاس رہتے ہیں وہ مرے دل کے
 جب یہ لذت ہے دل کے طوفان ہیں کیا کہوں کیف دل میں شامل کے
 کیا خبر تھی کہ خوبیاں اس اپ ہے لمحات غفلت دل کے
 ایسے دیے بھی ہو گئے کیجے فیض کیجے ہیں شیخ کامل کے
 جان ان پر فند کرو خستہ سرخو ہو گے ناک میں دل کے



پھول مرجھا ذاں کے

کوئی رخصت ہوا گلے مل کے شامیانے ابڑے گئے دل کے
 حُنف انی بے عشق بھی ف انی پھول مرجھا گئے ذرا کمل کے
 کیسا چسہ بدل کیں ان کا دام پچھ بھی نہیں رہے تل کے
 کی نہ تو بہ اگر گن ہوں سے دونوں روئیں گے خاک میں مل کے
 صدق تو بہ وجہم گریاں سے سامنے ہیں نٹ ان منزل کے
 ناؤ گذری ہے جو بھی طوفاں سے لطف ملتے ہیں اس کو شامل کے
 اے خدا آپ کے کرم سے سب کٹ گئے دن ہمارے شغل کے
 بعد دست کے بزم ساقی میں میر خوشیاں منا گئے مل کے
 میں کماں اور شاعری میری فیض ہوتے ہیں شیخ کامل کے
 آج نہ ہے مجمع ابرار آؤ کر لیں ذرا دعا مل کے
 لئے مراد شیخ ہے



یستی در دل کی شہنما نے علم ہے

یستی در دل کی اشرفِ مینا نے عالم ہے
ہر اک جامِ محبت اشرفِ صہبائے عالم ہے

بہت لکھن یہیں دنیا میں مگر سب چیز و فانی ہیں
یہ لکھن در دل کا حاضرِ حصل گھمائے عالم ہے

بہت تختے ملے دنیا میں لیکن کیا کہوں اسکوں
یہ تختہ در دل کا حاضرِ حصل نما نے عالم ہے

جسے دیکھو اسی کے سر بیس ہے سوداگری شے کا
مگر سودا نے جاناں اکبر سودا نے عالم ہے

بس اک ہنگامہ درِ عشق حق کا گرم رہتا ہے
سو اس کے ہمہ فانی ہر اک غوفا نے عالم ہے



خوشی پر ان کی مرنا اور جسینا ہی محبت ہے
نکچھ پروائے بنامی نکچھ پرواۓ عالم ہے

بے روح بندگی بس ان کی مرضی پر فدا ہونا
یہی مقصود ہستی ہے یہی مشاء عالم ہے

ہماری ناک اُس لمحیں ہے رشک فلک اختر
وہی لمحہ جو مسیدا ذاکر مولاۓ عالم ہے

(رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ حرم مدینہ طیبہ)



عمر و زیست بندگی

نگلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ بُوئے
کسی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے تالے
تو چک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

(کعبۃ اللہ سے سامنے، محمد محمد)

سبق دیتی ہر مجھ کو اہل کی دستاں

جمان دے کر ملا ہے دل میں وہ جان جمال مجھ کو
بہت خونِ تمن سے بلا سلطان جان مجھ کو

نظر آتا ہے اپنے دل کا جب نہیں نہیں جنم مجھ کو
تو اپنا درد خود کرتا ہے مجبور بس ان مجھ کو

بیانِ دردِ دل آسائیں ہے دوستوں سکن
سبق دیتی ہے بُردِ دل کی دستاں مجھ کو

زبانِ عشق کی تاشیہ اہل دل سے سُنتا ہوں
غم مسحور کرتی ہے محبت بے زبان مجھ کو

قفس کی تیلیاں رنگین، دھوکہ دے نہیں سکتیں
کہ بُردِ مضطرب رکھتی ہے یادِ گلتاں مجھ کو

مریٰ صحراء نور دی اور مسیدی چاک دامانی
بہت مجبور کرتی ہے مریٰ آہ و فتن مجھ کو



کہاں تک ضبط غم ہو دستورِ اہم بست میں
ستنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیانِ مجھ کو

ملا کرتی ہے نسبت اب نسبت ہی سے لے اختر
زبان سے ان کی ملتا ہے بیانِ در فشاںِ مجھ کو

(فوردی ۹۲۰، جنوبی افریقہ)



موت کا چار نامہ

قہشائے کے بعد ہونی سر دنس کی دُنیا
ذہن و عشق کے جگہ نہ مال و دلست کے

میری زندگی کا پہلا شعر

درو فرقت سے مرادل اس مستدر بے تاب ہے
جیسے تپتی ریت میں اک ماہی بے آتب ہے

دل پر آرزو رکھتے ہوئے آہ بے آرزو رہنا

حقیقت میں تو رہنا ہے یہی باحق و خورہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہ محرومگد و بورہنا

علامتِ جذب پہاں کی یہی مسلموم ہوتی ہے
تری ناطہ مری ہر سانس وقف جنتورہنا

یہ دعوت بے زبان بھی ہے مگر آتش فشاں بھی ہے
گریبان پاک ہو کر عشق حق میں کوہ کو رہنا

حقیقت بندگی کی ہے یہی اے دوستوں اے
دل پر آرزو رکھتے ہوئے بے آرزو رہنا

مرے احباب مجلس سے کوئی پوچھے مزہ آس کا
بمشیر درودِ دل خستہ کا محکفت گورہنا



آہ صحرا ہم برک اتر دلو انوں کو

ہم نے دیکھا ہے ترے پاک گریب انوں کو
 آتش غم سے چکلتے ہوتے پیانوں کو
 ہم نے دیکھا ہے ترے سوختہ سامانوں کو
 سوزش غم سے تڑپتے ہوتے پیدا انوں کو
 ہم فنا کرنے کو یہ دولت کو نین ابھی
 تو نے بخشا ہے جو نہم ان پیشے دامانوں کو
 خلوت غار حراء سے بے طلوع خور شید
 کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو دیر انوں کو
 اہل دنیا تو چین میں یہن گھون کے بندے
 ان کے دیوانے تو جاتے یہن بیانوں کو
 اہل دنیا کو ہے راس آئی یہ نافی دنیا
 نفرہ عشق و محبت ترے مستاناوں کو
 ہن منافی بہاں پر مرے کر گس لیکن
 آہ صحرا ہم برک اترے دیوانوں کو
 ہم نے دیوانوں سے سمجھی ہے محبت آخر
 ہاتے یہ درد کہاں ملتا ہے فزانوں کو

(۲۔ فوری ۹۳۔ جنوبی افریقہ میں آفری پاچ اشعار کا اضافہ)



مائل غم زندگی دیگر اس کرتے ہیں ہم

درد دل سے جب کبھی آہ و فنا کرتے ہیں ہم
اپنی انکھوں سے بھی اک دیار وال کرتے ہیں ہم

اپنے سجدوں سے زیں کو آسمان کرتے ہیں ہم
اپنے اشکوں کو بھی رشک لکشاں کرتے ہیں ہم

خاک تن میں درد دل کو جب نہاں کرتے ہیں ہم
اپنے آب و گل کو رشک آسمان کرتے ہیں ہم

ان کے غم کی رفتتوں کو یوں بیاں کرتے ہیں ہم
مائل عزم زندگی دیگر اس کرتے ہیں ہم

اپنے ہر غم کو فدائے حب اس جاں کرتے ہیں ہم
اس طرح سے اپنے غم کو جاوداں کرتے ہیں ہم



راز درد دل کبھی دل میں نہاں کرتے ہیں ہم
برسہ منبر کبھی اس کو بیان کرتے ہیں ہم

اپنا صحرائے غمے گتائے ہیں ہم
اور خارستاں کو رشک بوتاں کرتے ہیں ہم

اہل دل کی صحبوں سے اخترختہ کو بھی
دل ملا ایسا کہ شرح دل بیان کرتے ہیں ہم



جمع ضدِ خوش غم

رضائے دوست کی خاطر یہ حوصلے ان کے
دول پر زخم ہیں پسہ بھی میکرتے ہیں
عجیب مظہر اضداد ہیں ترے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مکراتے ہیں

اللہ اُشْق کی زبانی دیکھئے

بے زبان خاموش اور آنکھوں سے ہے دریا رواں
 اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے
 حشر سے پہنے نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا
 رُبِّ ارنی پر حبِّ لالِ ان ترانی دیکھئے
 بِ نہوشانِ محبت کی بگاہِ پاک سے
 اک نظر میں مردہ دل کی زندگانی دیکھئے
 ما شغانِ زرد رو کی چشمِ نم میں صبعدم
 ان کے جلوؤں کا یہ زنگِ ارغوانی دیکھئے
 جلوہ گاہِ حقِ دل عارف کی آہِ گرم میں
 بارگاہِ کربِ ریا کی ترجمانی دیکھئے
 یوں تو عاشق بے زبان معلوم ہوتا ہے مگر
 رُسق کی تفسیر میں حبادو بیانی دیکھئے
 ما شقوں کا منبعِ دل پر بیان دردِ دل
 وعظ میں آمیزِ زیشِ دردِ نہانی دیکھئے
 داستانِ زخمِ دل اخشد چھپاتا تھا مگر
 روزِ محشرِ دارِ غم دل کی گل فٹانی دیکھئے



بھائیو گے تم اگر بسل ہوئے



سینکڑوں غم سے ملی ان کو نجات جو تمہارے درد کے مامل ہوتے
 تم نہیں حاصل تو کچھ حاصل نہیں تم ہوتے حاصل تو سب حاصل ہوتے
 آپ تک لانی جو موج رنج و غم اس پرستہ باب سینکڑوں شامل ہوتے
 درد عشق حق بھی تم حاصل کرو لاکھ تم عالم ہوتے فضل ہوتے
 یک زمانے سختے با اولیا جس نے پانی ہے وہی کامل ہوتے
 آشنا تے درد جان سوختہ دیکھ کر زندوں میں ہم شامل ہوتے
 دیکھتے ہی دل مرا گھبہ اگیا زامد ان خشک جب نازل ہوتے
 اختر بسل کی تم باتیں سنو
 جی اٹھو گے تم اگر بسل ہوتے



نہیں آتے نظر لیکن پر پرواز آہوں کے



محبت تیرا صدقہ ہے ثریں تیرے نازوں کے
جوئیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

زمیں پر ہیں مگر کیا رابطہ ہے عرشِ عظم سے
نہیں آتے نظر لیکن پر پرواز آہوں کے

بدر دیکھو فدا ہے عشق و فانی پر
فتادا اللہ پر ہیں قلب و جانِ اللہ والوں کے

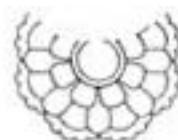
تجھے دھوکہ نہ دے فانی بتوں کی عارضی رنگت
کبھی دیکھو گے تم قبروں میں ابتر حال لا شوں کے

حوالہ دل کے جو توں سے لگے ہیں خاک کے فتنے
شرف حاصل ہے ان کو موتیوں پر پاج شاہوں کے

چمن میں جیسی ہوتی ہے عمنا دل کی نپیرائی
 کیس وہ مرتبہ ہوتے ہیں سزاوں میں زاغوں کے
 وہ سب کے ساتھ رہ کر مجھی خدا کے ساتھ رہتے ہیں
 مگر کچھ اہل دل ہی آشنا ہیں ایسے رازوں کے
 وہ کگس جو کسی مردہ پر ہوتا ہے فدا خستہ
 وہ کیا جانے کو کیا رہتے ہیں ان کے شاہبازوں کے



(۳۔ شبان ۱۴۲۰ھ، ۱۶ جنوری ۱۹۰۲ء، دینی تحریر و بیان طیارہ میں)



پریشانی حُسن و شادانی دیوانہ حق

ہر حُسن مجھے خواب پریشان نظر آیا
 دیوانہ حق بس مجھے شاداں نظر آیا
 چھایا ہے جب سے دل پر تری یاد کا عالم
 ہر ذرہ مجھے منزل جانا نظر آیا

مجھے پہلے معلوم ہوتا ہے جسے جہاں آتیں معلوم ہوتا ہے



خناہوں سے جو ظالم شادی معلوم ہوتا ہے
مشاتا نفس کا اس کو گراں معلوم ہوتا ہے

جو ڈرتا ہے خدا کی راہ میں خون تمن سے
وہ ظالم تنگب رو باوجس اس معلوم ہوتا ہے

جو کر لے نفس اتارہ کو فتابو میں تو وہ سالک
فقیری میں بھی سلطان جہاں معلوم ہوتا ہے

یہ خاک ذکر کی برکت سے ہے فوق السماء لیکن
زمیں پر بھی نزول آسمان معلوم ہوتا ہے

دوام ذکر سے سنتا ہوں مل جائی ہے وہ نسبت
کہ ان کو بحولت کوہ گراں معلوم ہوتا ہے

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسمان معلوم ہوتا ہے



حقیقت میں ترا ہی آستاں داتا ہے عالم کا
مگر اس باب کا پر وہ یہاں معلوم ہوتا ہے

کرم ہے دل پر مالک کا پر فیض مرشد کامل
کہ ہر ذرہ یہاں ان کا نشان معلوم ہوتا ہے

چمن میں جس کی تھی تنقیہ ہر دم ہر نشمن پر
دھواں دیتا اسی کا آتشیاں معلوم ہوتا ہے

ہمارے نالہ درد محبت پر تعجب کیں
یہ انعام نگاہ بزرگان معلوم ہوتا ہے

خدا کے فضل سے نسبت جسے حاصل ہوئی اندر
پھر اس کا فیض فیض بے کران معلوم ہوتا ہے



قرب کیا جانے اشک بار بیدہ ہر

اعتابِ روزِ محشر سے جو لرزیدہ نہیں
 ایسے ظالمِ نفس میں انجام نہیں دیدہ نہیں
 عشقِ ظالم سے یہ نامکن ہے وہ صابر ہے
 پھر تعجب کیا جو درِ عشق سخیسہ نہیں
 جس فتدرِ سرور میں اللہ والے ذکر سے
 کوئی بھی ان کے سوا ذنسیا میں خندیدہ نہیں
 نام روشن کر گئے مر کر کے حق پر عارفیں
 مر گئے جو مرنے والوں پر وہ حق دیدہ نہیں
 پالیا جس نے خدا کو پالیا سارا جہاں
 کون کرتا ہے کہ اہلِ دل جہاں دیدہ نہیں
 لذتِ قرب نہ است گریہ وزاری میں ہے
 قرب کیا جانے جو دیدہ اشک بار بیدہ نہیں



جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
 پھر نہیں جائز ہے کہ وہ بخشیدہ نہیں
 جب بصارت کی خانہت سے بصیرت مل گئی
 ہو کے نادیدہ بھی اس کی آنکھ نادیدہ نہیں
 برکتِ تقویٰ سے جس کے ساتھ ہے فضلِ نما
 اس کے پیغمبر مسیح کوئی پیغمبر نہیں
 ابلِ دل کی صحبتوں سے جو حقیقت میں ہوا
 لذتِ دُنیا تے فانی کا وہ گرویدہ نہیں
 روزِ محشر اے نما رُسوانہ کرنا فضل سے
 کہ ہمارا مال تجھ پر کوئی پوشتی نہیں
 کیف تسلیم و رضا سے ہے بہار بے خزان
 صد مہ و غم میں بھی اندر رُوح رنجیدہ نہیں



(۲۳۔ شعبان ۱۴۲۱ھ جنوبی افریقہ)



میرے طوافوں میں بھی حل کرے

درد دل کے فیض یوں شامل رہے
میرے طوفانوں میں بھی شامل رہے

آہ جو محسر وہم درد دل رہے
ان کے آب و گل بن آب و گل رہے

بعض ناداں عُمر بھرت اُل رہے
فائدہ کیا جب نہ وہ گھن اُل رہے

جو بھی اہل اللہ سے تھے پر گماں
عُمر بھرنا بالغ منذل رہے

علم کا پندار جن کے دل میں تھا
ہو کے فتابیں بھی وہ ناقابل رہے



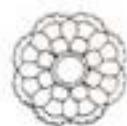
دامن رہ سبہ تھا جن کے ہاتھ میں
بس وہ رہ رو فنا نہ منزل رہے

عُشْر بھر پیتے رہے جو خون دل
راہ الفت میں وہی کامل رہے

راہ حق میں گو بلا آتی رہی
میرے نالے حاصل منزل رہے

میرا جو عِسَمِ دافع غفلت ہوا
آپ کے غم میں وہ غم شامل رہے

داستان درد اے خستہ سُنُو
کس طرح ذُنسیا میں اہل دل رہے



صَقِيقٌ - خانقاہ

اہل دل کے دل سے نکلے آہ آہ
بس وہی انختر رہے صَلَی خانقاہ

دل نہ وقہ بزم کرو

نماز چھوڑو سب نہیں ازکرو نفس کو اپنے شاہباز کرو
 ان کا دامن اگرچہ دُور سی ہاتھ اپنا بمحی تم دراز کرو
 حُن فانی سے کیوں ہے مرگوشی منہ سرا پاسکوت راز کرو
 ان حسینوں پر ڈال کر نظر ہیں دل نہ وقہ غم محباً ز کرو
 حُسن فانی سے کر کے صرف نظر چشم دل کو تم اپنی باز کرو
 یحیا کی بھی کیسِ حقیقت ہے خوفِ حق سے جو دل گداز کرو
 نفرتوں کے یہ تند کھے کب تک داعظو! داعظ دل نواز کرو
 دوستو! اہل دل کی محبت سے روح کو آشنا نئے راز کرو

ہر نفس ذکر حق کرو خستہ
 غفلتوں سے نہ سزا ز کرو



کیا اثر ہے تری دستاں پر

گزند جو درود لقلب و جاں میں کیا اثر ہو گا اس کے بیان میں
 لذت ذکر ہے قلب و جاں میں کمی لذت ہے آہ و فناں میں
 حُنّ فنا نی پہ جو بھی مرابے ہے نداست اسے دو جاں میں
 درس عبرت ہے چشم عناidel کس طرح عنکش نم بے خزان میں
 حیث حسرت ہو یا کیف عشت خواب ہے خواب سباس جاں میں
 قلب جن کا تحضانگ بیباں ان کا شہر ہے اب گستاخان میں
 آپ کے قرب کا کیف لذت ہے کہاں عشرت دو جاں میں
 آہ بخلی ہے بے حسین ہو کر کیا اثر ہے تری داستاں میں
 بال میں آگئی جب سفیدی پکونیں چپڑہ ارغوان میں
 اس جوانی کو پسیدی میں دیکھا را کھ تھی را کھ آتش فشاں میں
 مجھ کو دھوکہ ندے زنگ لکھن آہ صحراء بھی ہے گلستان میں
 حاصلِ زندگی ہے یہ خستہ ہر نفس یاد اُن کی ہو جاں میں



عالم خاک ہے سماں مگر

ان کی منزل کبھی گستاخ میں
اور کبھی عنم کے کوہ گراں میں

تریت کا یہ راز نہ اس ہے
غار بھی تو یہ اس گستاخ میں

غشمہ زن ہے بماروں میں بلل
اور کبھی چشم نم ہے خزان میں

عبدیت کا توازن ہے فاتح
صبر سے شکر سے اس جہاں میں

دونوں مرکب سے چل کر کے ساکھ
جا پہنچتا ہے باغ جناں میں

ہے خوشی یاں تو غم بھی ہے لے دل
ایک حالت نہیں اس جہاں میں



ہاں مجران کا اک ذرہ عنم
ہر نقش مست رکھا ہے جاں میں

کیف پایا ہے دونوں جہاں کا
میں نے عاشق کے درد نہاں میں

آب دگل میں اگر درد دل ہے
عالم ناک ہے آسمان میں

ان کی یادوں کے صدقے میں اندر
پرنسکوں زندگی ہے جہاں میں



نقشبلازندگی

خبرویوں سے ملا کرتے تھے میر
اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحریر کوئی مہیہ کی
رابطہ رکھتے ہیں اب اہل سے

فران پر وہ جان کو

نیں پائے گا جو ز حسیم نہاں کو وہ کیا جانے کا پھر آہ و فغاں کو
 ترستا ہے وہ تاشیہ بیاں کو نہ پائے جو محبت کی زیاں کو
 نہ پاؤ گے حسنہ کی بندگی سے جو حاصل ہے گروہ عاشقان کو
 مٹا دے نفس انمارہ کو لے دل اُٹھ دیں گے حجاب آسمان کو
 یہ ہے ہر لمحہ فرشہ مانِ محبت فندا ان پر کروہ بھرہ جاں کو
 نہ پاؤ گے کبھی حبامِ محبت نہ ڈھونڈو گے اگر پیشہ معناں کو
 عماہوں سے نہ باز آتے اگر تم عطا نسبت نہ ہو گئی قلب جاں کو
 جو صحرائیں ہے سندھ کا عالم کماں حاصل ہے یہ خوگلستان کو
 حنداوند انجھے توفیق دے دے فندا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو
 گنگاروں کے اشکوں کی باندی کماں حاصل ہے خستہ کمکشاں کو



کبھی اطہر سے

کبھی تو درد دل، درد جگر سے کبھی ہے رابطہ آہ سحر سے
 نہ ہو دل میں تری یادوں کا جلوہ تو پھر کیا فائدہ شمس و قمر سے
 نہیں محتاج درد دل زبان کا وہ خود ظاہر ہے اپنی چشم تر سے
 اگر تو چاہت ہے ان کی منزل بخل خوف اگر، خوف مگر سے
 ملا ہے جب سے لطف آہ صمرا کماں وہ ربط ہے پھر انہی گھر سے
 خدا کے نور ہی سے دل ہے روشن ستاروں سے نہ خورشید و قمر سے
 اگر طوفان کی زد میں ہے سخینہ دعا مانگئے ندلائے، بھر و برسے
 ہر اک مجبور ہے آہ و فنا پر بیان کرتا ہوں جب زخم بگر سے
 زبان سے تو بیان کرتا ہے لیکن ہوتی نسبت کی بارش بھی نظر سے
 چھپاتا ہے وہ اپنا درد نسبت مگر مجبور ہے اپنی نظر سے

جو ان کی یاد سے غافل ہے ختر
 ملے گا کیا اسے شام و سحر سے



(جنوری ۹۲ء۔ جنوبی افریقیت)



میں پوچھوں گا شہزاد کے

کوئی پوچھے گلوں کے رنگ دنو سے
 میں پوچھوں گا شہزاد کے لنو سے
 وفا کی راہ مت پوچھو جندر سے
 مگر عاشق کی راہ جستجو سے
 ملی تا شیر بھی آہ سہ کو
 کیا ہے رابطہ جب حق و خوب سے
 نہیں ہوتی ہے تکمیل محبت
 مگر اے دوست خون آزو سے
 محبت ہو حشدا کی یا نبی کی
 کوئی سیکھے صحت بے کے لنو سے
 کمال لگت ہے دل ان عاشقوں کا
 انہیں مطلب ہے اپنی ہاہ و خوب سے
 نہ پسخپ منزلِ عشق سُداتکہ
 لگایا جس نے دل کو غمیزِ خوب سے
 اگر رہت ہے خستہ اُن کا بن کر
 لگانا دل نہ فنا نی خوب رو سے



نے جا میں عطا ہو رکھ

جو ہر دم حُسْدَا پر فِنْدا ہو رہے ہیں
 وہ فتنی بتوں سے حبُّدَا ہو رہے ہیں
 وہ حسرہ کن تو قویٰ تر ہے میکن
 نئے حبِّمِ دُسینا عطا ہو رہے ہیں
 کبھی قلب دے کر کبھی حبان دے کر
 رو عشق میں با وفَنْ ہو رہے ہیں
 خوشی اپنی اُن کی خوشی پر لُٹ کر
 ہم اب اہل صدق و صفت ہو رہے ہیں
 کبھی پلنی رہے ہیں لو آرزو کا
 مٹ کر خودی با حُسْدَا ہو رہے ہیں
 تجھے ہوں مُسبِّر کی یا اشکِ نِدامت
 نئے بابِ اُلفت کے وا ہو رہے ہیں
 یہ سُثانِ کرم ہے کہ نالایقون پر
 کرم ان کے ہر دم عطف ہو رہے ہیں
 محنت کی اخْتَدَمَة کرامت تو دیکھو
 کہ شُلطان ہو کر گدا ہو رہے ہیں





ساحلِ نیز بھلیا مجھ و فنا نوں

ان کی جانب رفتہ رفتہ لے چلا میری کشتنی کا مراعنہ ناہُدَا
 خون حسرت پلی کے وہ عشرت ملی عیش دو عالم ہوا جس پر فدا
 میری حسرت کی بساروں کو نہ پوچھ اہل عشرت بن گئے میرے گدا
 سب کی عشرت دل سے باہر ہو گئی میری حسرت میرے دل میں ہے سدا
 بے وفا عشرت ہے یا حسرت ہے یہ سوچ کر خود فیصلہ کر لوزرا
 ان کی رحمت ہسیہ پر سایہ نگلن گو بظاہر ہسیہ ہے غم میں پڑا
 خواہ بگی ان کی ہماری بندگی جس طرح پالیں تو ان پر رہ فدا
 خجھ تسلیم سے اے دوستو ہو رہی ہے غیب سے صد جاں عطا
 اہل ظاہر کو خبہ آکی نہیں جانِ حسرت کو ہے جو عشرت عطا
 عشرت میں تو دشمنوں کو بھی ملیں عاشقوں کو اپنے غم بخشنادا
 ساری دنیا کے منے فانی ہے غیر فتنی مجھ کو تسلیم بلا
 قبر کی جانب ہیں جن کی مسنسنیں مستند ان کو نہ تو اپنا بن
 دشمنوں کو عیش آب دگل دیا دوستوں کو اپنے دو دل دیا
 ان کو شامل پر بھی طفیلی ملی مجھ کو طوفانوں میں بھی شامل دیا

اس عالم کی ترجمانی ہے سیف شہبز کی ترجمانی ہے

خُنوف انی ہے عشق فانی ہے کون کستا ہے جاؤ دانی ہے
 وقفہ وقفہ سے آہ کی آواز آتش عنم کی ترجمانی ہے
 بھی بھروسے مجازِ عالم کا عشق ان کا ہی غیسہ فانی ہے
 راہِ تقویٰ کے عنم کا کیا کتنا دوستو! رشکِ شادمانی ہے
 خونِ حسرت سے آہِ دنالوں سے اپنی دنیاں الگ بنانی ہے
 اپنی خوشیوں کے خون سے ائل شیخ ایمان کی حبلانی ہے
 آہ سے اور چشم تر سے آہ سیکھی تفتیر بے زبانی ہے
 درِ نسبت کی دوستوتمدیر ہر نفسِ دل کی پاسبانی ہے
 مشغدِ اہلِ دل کا لے خستہ باخُ ایماں کی باعثانی ہے



پاکتی حبان سلطان جبار کو

پائے گا جو بھی قطب زماں کو پائے گا جان میں حبان جان کو
 جانے کیا تاج سلطانیت بھی لذتِ قرب آہ و فغاں کو
 اپنے ماں کا پکر کرو بحمد و رس چھوڑ دو منکر ایں فکر آں کو
 جانیں کیا ماہ و خورشید و نجم جو دیا حق نے بندوں کی جان کو
 پالیں کر کے ترک تمن مطلعِ قرب خورشید جان کو
 آہ فیض علامی مرشد ! پاکتی جان سلطان جان کو
 دونوں عالم سے پاؤ گے بہتر لذت نام رب جہاں کو
 جانیں کیا اہل غفلت جہاں میں قرب اہل محبت کی شاں کو
 لذت آہ صحراء کی خستہ
 سکیا خبر ببل گلستان کو



نکرتا ہے کہر زنگل بغاونی

اگر پانی نہ پائیں گل یہ ابر آسمانی سے
 نکرتا ہے کیسیں زنگ لکستار با غبانی سے
 اسے لندن کے زنگ گل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی
 جسے ملتا ہے درد دل حسد اکی مہربانی سے
 نہ دیکھو ان نک پاروں کو تم ہرگز نہیں دیکھو
 کہ یہ تشنہ لبی جاتی نہیں نیکیں پانی سے
 نہیں بر باد کرتا ہے وہ اپنے دیدہ دل کو
 ملی نسبت جسے قلب فنظر کی پاسانی سے
 ہ فیض ذکر حق جو کیفت ذا کر دل میں پتا ہے
 کہاں ممکن ہے پائے گا وہ فانی گلفشانی سے
 اگر درد محبت دل میں واعظ کے نہیں اختر
 حقیقت پا نہیں سکتے ہواں کی خوش بیانی سے

(بُلٹے سے بیک بڑن جاتے ہوتے۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء)



رضاۓ حق پر اپنی آرزو ہر وقت فانی ہو

محبی عاشق کی جب بھی داتاں اس کی زبانی ہو
تو اہل دل کے ہشکوں سے نکیوں چرقدارانی ہو

اسے تقویٰ کا اور نسبت کا پھل مذاہیتی ہے

کہ جس کے باعث دل میں اہل دل سے باخوبانی ہو

جو درد دل سے اور آہوں سے اور ہشکوں نے برج
کرے شرح محبت پھرنا کیوں جادویانی ہو

دلایت اہل دل کی صحبتیوں سے گویا ہے

مگر یہ شرط ہے قلب و نظر کی پاس بانی ہو

نیں آسان ہے اسرار محبت کو بیان کرنا
مگر واعظ کے دل کو بھی تو حاصل رازداں ہو

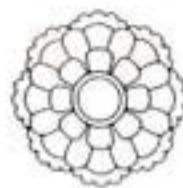
ڈلاکرتا ہے درد دل بڑی خون تمسٹ سے

رضاۓ حق میں اپنی آرزو ہر وقت فانی ہو



فدا یکن ہے اس ذرہ پہ ہفت اقیم کی دولت
بصورت در دل دل میں اگر درد نہانی ہو

ہزاروں غم اٹھائے جس نے ان کی راہ میں خَرَّ
نکیوں پھرد کھ بھری اے دوستوں اس کی کہانی ہو



گرم بازاری عشق

اٹھائے خون سے جب چشم ترکتا ہوں میں
عشق کا بازار دل میں گرم ترکتا ہوں میں
جب بتانِ حُسن سے صرف نظر کرتا ہوں میں
درد کی لذت سے راہِ عشق سر کرتا ہوں میں
کوکے خون آزو خون جس گر کرتا ہوں میں
اپنی آہوں کا انریوں تیز ترکتا ہوں میں
ہر قدم پر تاکہ حاصل ہو جیاتِ نوجھے
ہر قدم پر زیرِ خنجر اپنا سر کرتا ہوں میں



چمن میں ہوں مجرماہ نہیں جاتے

چمن میں ہوں مجرماہ بسیا بانی نہیں جاتی
 یہ کیا آتش ہے آہوں کی فساد اونی نہیں باقی
 میں گھنی میں ہوں لیکن فیض ہے یہ شن کامل کا
 کو میرے قلب سے ٹھوٹے بیا بانی نہیں باقی
 نہ جانے کتنی نہیں میرے دریا سے ہوئیں باری
 مجرم پھر بھی مرے دریا کی طخیانی نہیں باقی
 رفو کرتا ہے دامن کو اگرچہ ان کا دیوانہ
 گریباں سے مل جو چپا ک گریبا نیں باقی
 مزاج عقل کو الفت ہے اپنے ساز و سلامان سے
 مزاج عشق سے بے ساز و ساما نی نہیں باقی
 خرد کھتی ہے باتیں مختصر کر ان سے ائے ناداں
 محبت کی مجرم تمہیں طولا نی نہیں باقی
 نہیں کرتا ہے صدق دل سے توبہ جو گنہوں سے
 کبھی بھی حال میں اس کی پریشانی نہیں باقی
 مرے دریاۓ الفت کا عجب سابل ہے اس نظر
 کو سابل پر بھی ان موجود کی طخیانی نہیں باقی

(دری نہیں ۲۶، ربیع الاول ۱۴۳۷ھ، ۹۲ تیر ۱۹۷۸ء)



کر مخلص کی ضایع فی قبرانی نہیز تو

محنی غص کی ضایع کوئی مست ربانی نہیں جاتی
 بھی کے قلب سے جواہ پہنچانی نہیں جاتی
 اگرچہ معاف کر دیتے ہیں وہ اپنی محبت سے
 مگر میں کیا کروں میری پشیمانی نہیں جاتی
 بتوں کی بے وفا تی کا کیا ہے تجربہ تو نے
 محرک نس پھر جمی سیدی نادانی نہیں جاتی
 تران پچین یہ پچکن میں مجھے حیرت ہے اے نادان
 بڑھاپے میں بھی تیری خوئے طفلا نی نہیں جاتی
 عجب رویش ہیں تیرے کے گڈڑی پوش ہو کر بھی
 پھیپھی توں سبتو شان سلطانی نہیں جاتی
 محبت میں کبھی ایسے بھی دن آتے ہیں اے اندر
 کردنے پر بھی غم کی اشکبارانی نہیں جاتی

(لندن ۱۶ ستمبر ۱۹۹۳ء)



فہرست مزبور شاہ سلطان احمد نہیں فہرست



بمحی گو شان در دل کی پہچانی نہیں جاتی
روح عارف سے لیکن شان تابانی نہیں جاتی

زمانہ ہو گیا گلشن میں رہتا ہوں مگر پھر بھی
مری فطرت سے کیوں خونے بیابانی نہیں جاتی

ہزاروں شاخ میں تقسیم کر ڈالا محبت نے
مگر پھر بھی مرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

ہزاروں فہرستہ دلکش میں ہوتے ہیں گھرے لیکن
بوربانی ہیں ان کی شان ربانی نہیں جاتی

عناصر محل پیری سے اہل اللہ کے بھی ہیں
مگر پھرہ سے ان کے پھر بھی تابانی نہیں جاتی

اٹھا جاتا نہیں ہے بے سہارے پھر بھی یہ کیا ہے
کہ ان کے قلب سے مستی و جولانی نہیں جاتی

بنطابر فقر ہے دامن میں لیکن کیا ہے بالمن میں
کو جس سے چھربھی ان کی شان سلطانی نہیں جاتی

گئے تھے بھول مرشد پھولپوری نام بھی اپنا
حضورِ حق میں اپنی ذات پہچانی نہیں جاتی

کہوں میں کس طرح سے شان ان اللہ والوں کی
بایں فستہ میں بھی شان سلطانی نہیں جاتی

محبت کی کرامت میں نے اختری بھی دیکھی ہے
بایں عقل میں بھی چاک دامانی نہیں جاتی

(اری یونین - ۱۳ ستمبر ۱۹۹۳ء)



مجاز۔ ایک سراب

آہ میرے شباب کا عالم اور دل کے کباب کا عالم
تما محرسب سراب کا عالم لب دریا حباب کا عالم

کسی کے پر تو یار ب جاؤ یہ پیشانی نہیں

بھی حرث کے سرستے اس کی حراثی نہیں جاتی
کوئی بھائے پھر بھی دل کی حیرانی نہیں جاتی

مگر دل کے تفاضلوں سے جو تو بکی دل نے
تو دل سے قرب ربانی کی تابانی نہیں جاتی

خدا کے فضل کا سایہ جنہیں حاصل نہیں ہوتا
یہ دیکھا بے کہ ان کی خواہ شیطانی نہیں جاتی

پھیں مرشدِ کامل بلا جو فضلِ رحمانی
تو پھر اس نفسِ امارہ کی کچھ مانی نہیں جاتی

بتوں کی بے وقاری کا ہوا بے تجربہ تجہ کو
مگر اس تجربہ سے سیدھی نادانی نہیں جاتی



حسینوں کی نگاہوں میں کسی کی پارسائی سے
پہبندِ عشق نفافی پشیمانی نہیں جاتی

خود نے گوکیا ہے میرے دامن کو رفوہِ دم
مگر کیوں عشق کی یہ پاک امانی نہیں جاتی

گناہوں پر زندامت سے یہ تو بہ کی کرامت ہے
کہ تماہب سے کبھی ان کی مہربانی نہیں جاتی

ہمارا مرکزِ امیدِ رحمت آپ کا در ہے
بھی کے در پر تو یارب یہ پیشانی نہیں جاتی

مرے دل کو جو خوبی تو نے آہوں کی فراوانی
مگر حامد میسے سیدی آہ پہچانی نہیں جاتی

مرے ماک کرم سے آپ نے جس پر گپٹہ دالی
پھر اس کی بندگی سے شانِ ربانی نہیں جاتی

بمحیٰ مشکل میں بھی پڑتا ہے خستہ تو بحمد اللہ
غدا کے فضل سے مہیڈ پہنانی نہیں جاتی



(بعد نصف شب، ۲۰ ربیع الاول، ۱۴۱۴ھ، ۶ اگست ۹۶، کراچی)



مجھ کو جینے کا سارا چاہیے

مجھ کو جینے کا سارا چاہیے
 غم تھا سارا دل، سارا چاہیے
 بھر افت کا کن سارا چاہیے
 سر، سارا در تھا سارا چاہیے
 غم میں بس ان کو پکارا چاہیے
 ان کے ہوتے کب سارا چاہیے
 لذت فریاد طوفانوں میں ہے
 کون کہتا ہے کن سارا چاہیے
 حاصل ساحل مجھے طوفان میں ہے
 تیرے حبلوؤں کا نظر سارا چاہیے
 اپنی آہوں سے درجنائ پر میسر
 اپنی گکڑی کو سنوارا چاہیے



آپ پر ہر دم مندا ہو میں بی جاں
 غمیہ کی مجھ کو نہ پرواچا ہے
 دست بکش جانب زنبیل ما
 میرے سر کو تیسرا سودا چاہیے
 خستہ خستہ و دور افتادہ کو
 ان کی رحمت کا بلا واچا ہے



گریہ رکار

بعض فتنی و مردہ لاشوں پر
 میر کو پڑھتے فتح تجہ دیکھا
 اور ان اشک ہائے الفت کے
 ضایع ہونے کا سانحہ دیکھا



نعت مستانہ مارا چاہیے

زندگی کو یوں گذارا چاہیے نعرہ مستانہ مارا چاہیے
 آہ و نالوں کا سارا چاہیے اور کوئی عزم کا مارا چاہیے
 فرط غم سے جس کے دن کٹتے نہ ہوں مجھ کو ایسا ماہ پارا چاہیے
 ہر نفس پستا ہو خون آرزو ایسا دیوانہ حسد را چاہیے
 قتل کرتی ہو جسے شمشیرِ عشق ہاں شہید زندہ ایسا چاہیے
 اب تو تہائی سے گھبرا تاہے دل کوئی عشرت غم کا مارا چاہیے
 غم کے دو مارے کہاں نالہ کریں کوئی دریا کا کنٹا را چاہیے
 لکھتاں ہو یا بسیاباں ہو مگر تیرے ہی غم کا سارا چاہیے
 حسرتوں سے بھاگتی ہے کائنات میری حسرت کو پکارا چاہیے
 سارا عالم روکش عشرت ہوا میری حسرت کا انظارا چاہیے
 زندگی ہو زندگی سے دور ہو
 دل میں اس تجسید مارا چاہیے

لکھ حسن باطنی رکنے والا یعنی صاحبِ سبب، اللہ والا۔



جان دے دی میں نے اُن کے نام پر

جان دے دی میں نے اُن کے نام پر
 عشق نے سوچ نہ پکھا نبام پر
 بیرمٹ مزنا کسی گلف نام پر
 خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر
 رشک سب کرتے ہیں اس ناکام پر
 جی رہا ہوں میں تمہارے نام پر
 ٹفت ہے یار و طالبِ اکرام پر
 میں فدا ہوں عاشق بد نام پر
 لڑکہ ہوان سے کیوں دشنا م پر
 بکتنا پر ددھ ہے تمہارے کام پر
 کیا تعجب ہے ترے دشنا م پر
 اور کیا برے گا اس بد نام پر
 کیوں فدا ہے میسر تو آرام پر
 عشق ہوتا ہے فدا آلام پر



تَقْدِيرِ بَلْ جَاتِي مِنْ ضُطْرِكِ دُعَاءٌ

بخششی کا ناحنِ ابھی ہے مشغول خدا سے
 پالا پڑا ہے کیا اسے طوفانِ بلا سے
 نہتا ہوں شبِ روز یہ موجودوں کی صدائے
 غالب ہے قضاہم پہ تری آہ و بکا سے
 ہائی جو کرے نالہ و فریدِ ندا سے
 ممکن نہیں دوچار ہو محشر میں سذایے
 ملبوس نہ ہوں اہل زمیں اپنی خطایے
 تقدیرِ بدل جاتی ہے مضطرب کی دعا سے
 جب تک کہ نہ ہو آشنا تسلیم و رضا سے
 زاہد کو مزہ آتے گا کیا اس کی جنایے
 پاتی ہے نظرِ ذوق نظرِ مسیدی ندا سے
 پاتا ہے بگر جسم بگر میری نوا سے
 او بے خبر و بدگماں ! رندوں کی وفا سے
 دیوانہ اگر پھرتا ہوں میں تسلیمی بلا سے
 پروردہ نعمت کو بھی اس را جنت سے
 اختر تجھے مانوس بنتا ہے دعا سے



تیرے عاشق کو لوگوں نے بھاہے کم

سارے عالم کو خالد میں لائے نہ ہم
جانے کیا پا گئے جان عالم سے ہم

صحیح گلشن نہ ہو کیوں مری شام غم
غم ہی میں پا گئے آپ کو بھی تو ہم

ب ہیں خندان بگر میں ترا دد و غم
تیرے عاشق کو لوگوں نے بھاہے کم

میرا منقصود ہرگز نہیں کیف و کم
تیری مرضی پسہ میرا تسلیم خم

ہو رہا ہے ترا درد کیوں بیش و کم
راز دار محبت سے پوچھیں گے ہم

تحتے تحنتے اگر اٹک جائیں گے تم
آتش عنم مرے دل میں ہو گی نہ کم



اپنے مالک کو رضا کریں خوبش

جس کے دل میں نہیں ہے ترا درد و غم
ہو کے انساں نہیں جانور سے وہ کم

دوستوں لو تم پچھے مری داستان
ایک دن پھر نہیں ہوں گے دنیا میں تم

ناک تن میں نہیں ہے اگر درد دل
کوئی قیمت نہیں خاک چین صرف ہم

دو جہاں میں کوئی مسیدی قیمت نہیں
ہاں اگر اس پ کی ہو بگاہ کرم

صحبت اہل دل سے ملا درد دل
ورنه پاتے کہاں سے یہ دولت بھی ہم

درد دل سیکھنا ہے اگر دوستو
ساتھ میرے رہو پھر سکھائیں گے ہم



سارے ارض و سما اور شمس و قمر
 دیکھ کر پا گئے اپنے حنفی کو ہم
 دل کے ملنے کی ہے بات پچھو اور ہمی
 ساتھ رہتے ہیں گو ایک مدت سے ہم
 سختیاں شیخ کی ہیں فن کے لیے
 مت سمجھو مت سمجھا اس کو ہرگز ستم
 اختر بے نوا کی صد ایں سنو
 اپنے مالک کو رہنی کریں خوب ہم

(دری یونین ساقہ)

دستگیری حق

مردانی سے دستگیری کی داتاں ٹھن مری فہیری کی
 تحکم گیا جب تھی راہیں اختر لاج رکھ لی ہے اس نصیری کی

کواچی سے لندن جاتے ہوئے ٹیارہ میں ۱۶، ریشم اثنانی شمارہ ۱۲، ستمبر ۹۵۔

عشق جب بے زبان ہوتا ہے

رشکِ صدما بیان ہوتا ہے عشق جب بے زبان ہوتا ہے
 سر بوقت بجود عارف کا فوقِ ہفت آسمان ہوتا ہے
 درد دل کا زبانِ عمل سے آہ کیا بیان ہوتا ہے
 فیضِ مرشد سے ہو گیا محروم جب کوئی بدگمان ہوتا ہے
 جو محس افظ نہیں نظر کا آہ! زیرِ ترسید و کمان ہوتا ہے
 کیسے پائے گا قرب کی منزل جب کوئی وقت نام ہوتا ہے
 دیکھ لوسانِ فیضِ پیغمبر شتر باں حسکران ہوتا ہے
 منزلِ قرب سے جو گذے گا منزہِ لوسان کا نشان ہوتا ہے
 سارا عالم کرے گا کیا ختہ
 جس پر حقِ مهر باں ہوتا ہے



درد دل کا مہوتا ف

جذب جس کا امام ہوتا ہے راہ میں تیزہ گام ہوتا ہے
 دل سے ان کا عنلام ہوتا ہے عشق جس کا امام ہوتا ہے
 جس کا رہبر نہ ہو تو پھر اس کا نفس بھی بے گام ہوتا ہے
 دوستو درد دل کی سجدہ میں درد ، دل کا امام ہوتا ہے
 یہ کرامت ہے شیخ کامل کی فیض طالب کا عام ہوتا ہے
 رائیگار آہ تو نسیں ہوتی فضل اس پر بھی تمام ہوتا ہے
 کارفندہ ما تولطف ہے ان کا ہم عنلاموں کا نام ہوتا ہے
 عالم غیب کے یہں جام و سبو جام ان کا ہی جبام ہوتا ہے
 گرنہ ہو دوستو کرم ان کا عمر بھر عشق خام ہوتا ہے
 اشکباری پر فضل باری ہو تب کمیں جا کے کام ہوتا ہے
 گر مرنی نہ ہو کوئی اس کا عشق بھی بے نظام ہوتا ہے
 ذکر و تقویٰ کے نور سے خستہ نور نسبت تمام ہوتا ہے



گر خدا چاہئے تو پھل شوق لبرار ہو

عشق کا اے دوستوا! ہم سب کا یہ معیار ہو
معنی نہت ہو اور بدعت سے بھی بیزار ہو

اتباع نہت نبوی سے دل سرثار ہو
نو تقوی سے سراپا حامل انوار ہو

عاشق کامل کی بس ہے یہ علامت کاملہ
جان فدا کرنے کو ہر دم سر بکھت تیار ہو

عشق نہت کی علامت ہر نفس سے ہو جائیں
خواہ وہ رفتار ہو، گفتار ہو، کردار ہو

صحبتِ مرشد سے نسبت تو عطا ہو گی مگر
اجتنابِ معصیت ہو ذکر کی سکرار ہو

عشق کامل کی علامت یہ شنا کرتا ہوں میں
آشنا نے یار ہو، بے گانہ غمیار ہو

ہے یہی مرضی خدا کی، ہم بہت ایں نفس کو
گرچہ وہ سارے جہاں کا بھی کوئی سڑا رہو



اس کی صحبت سے نہیں پچھ فائدہ ہو گا کبھی
بے عمل کوئی محبت کا علمبہدار ہو

جب کسی بندہ پہ ہوتا ہے خدا کا فضل ناصل
دم میں وہ ذوالنور ہو گا گرچہ وہ ذوالنار تو

غم بھر کا تجربہ خستہ کا ہے یہ دوستو
گرندما چاہے تو پہلے عاشق ابرار ہو



فیض شیخ ہال

مری رسوائیوں پر آسمان رویا زمیں روئی
مری ذلت کا لیکن آپ نے نقشہ بدل ڈالا
بہت مشکل تحریر نے نفس امارہ کا چلت ہزنا
تری تمدیر الہامی نے اس کا سر کھل ڈالا

رحمت کا ریس پر مے آشہ رہو

سجدہ میں سر ہو چشم بھی یوں اشکار ہو
رحمت کا تری سد پر مے آشہ رہو

غالب نہ نفس پر کبھی شوت کی نار ہو
دل میں نہ مرے غیر کا کوئی بھی حنار ہو

میرے لبوں پر ذکر ترا بار بار ہو
پھر دل یہ فیض ذکر مرا پڑ بسار ہو

ہم سب کو تیری یاد سے حاصل قرار ہو
دل بھولنے سے تجوہ کو بہت بے قرار ہو

ہر اک نجماہ سے مجھے یارب فندرار ہو
یک لمحہ عاصیوں میں نہ میساہ اشمار ہو

بستی ہو یا چمن ہو کہ وہ کو ہسار ہو
جاوں چدھ رہی دل مرا تجوہ پر نہ شار ہو

اپنے کرم سے بھیک مجھے منفترت کی دے
بندہ تر اجھے میں نہ یہ شدہ سار ہو



یارب ترے کرم سے یہ کچھ بھی نہیں بسیہ
 رحمت بروز حشر تری بے شمار ہو
 عاصی اگر ہو متنقی ترک گناہ سے
 پھر تماج دلایت کا وہی تاجدار ہو
 یارب فدا ہو تجھ پہ اس خستہ کا ہر نفس
 توفیق ایسی آپ کی سیل و نصار ہو

(ذو الجہد علیہ السلام کرامی)



زندگی کے دو رُخ

محیٰ وہ بھول جمال رُخ مر و نہبم
 مری نظر جو رُخ آفتاب سے گذری
 یہ کائنات اسے تنگ تھی ہے ایم صوت
 کوئی حیات بواس کے عتابے گذری

جامِ نیک فہراؤ

جس پہ ہوتا ہے فضلِ رحمانی
ترک کرتا ہے کارِ شیطانی
دُستو در دل کی دولت کو
دل میں پاتے ہیں صرفِ رب انبی
حاملِ دردِ اہل نسبت کو
خلق کہتی ہے دل سے یزدانی
شیخِ کامل سے جو ہے مستغفی
پاتے گا کیمے ظلِ رحمانی
فقیر کرتا ہے دورِ منزل سے
پیر تیریدا ہو گرچہ لاثانی
فیضِ مرشد کی یہ کرامت ہے
کوئی رومی ہے کوئی خاقانی
مست رکھتی ہے سارے عالم سے
دل میں لذتِ درد پنسانی



کیا حلاوت ہے اس کے بینے میں
 جس کو علمت ہے جب ام عفانی
 بیہر میرے دل شکستہ میں
 جام و مسینا کی بُنْدَادِ انی
 زنگ دیکھو تو بزم عارف کا
 کیسی مستی ہے کیسی جولانی
 رشک کرتے ہیں اہل ساحل سب
 دیکھ کر موج دل کی طغیانی
 رند پاتا ہے حنافا ہوں سے
 اپنے ایماں میں کیفِ احسانی
 جب ملا درد خوبن حسرت سے
 کیا کہوں اس کا ذوق ایمانی
 صحبت اہل دل کی برکت سے
 دل میں خستہ ہے کیسی تابانی

(کراچی، شب ۱۳، ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)



میں نے غم بھی بہت اٹھائے میر

داغ حسرت سے دل سجائے ہیں
 تب کیس جا کے ان کو پائے ہیں
 قلب میں جس کے جب وہ آئے ہیں
 اپنے عالم الگ سب جاتے ہیں
 ان حسینوں سے دل بچانے میں
 میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں
 خشن فنا کے چکروں میں میر
 کتنے لوگوں نے دن گزائے ہیں
 شکل بگڑی تو بھگ نکلے دوست
 جن کو پہنچنے میں ملتے ہیں
 منزل قرب یوں نہیں ملتی
 زخم حسرت ہزار کھائے ہیں
 کام بتا ہے فضل سے خستہ
 فضل کا آسدا لگائے ہیں



اڑکیارنگ حُسْن فانی کا

جن کا نقش تھا مل جوانی کا
ہے لقب آج نانا نافی کا
سچا دیکھا تھا ہو گئے کیے
سچا بھروسہ بے اس جوانی کا
مل گئے خال قبیلے کتنے
ناز تھے جن کو زندگانی کا
جب کھلا حال دار فانی کا
یہ جہاں گرگیں نگاہوں سے
میرا بدل کو کس سے بھلاتے
خوف کر موت ناگمانی کا
دل لگا بس ٹھدا سے اے ظالم
شیخ کامل کے فیض سے دل ہے
حامل کیفِ حبادا نافی کا
خال تن کو عطا ہو ان کا نسم
بے صہل ان کی مہربانی کا
حال دیکھو تو اللہ والوں پر
اس کے دل کے غم نما نافی کا
سُنِ لوقصہ زبان اختَرَ سے



ہے جم اس کا پھر میں نہ ہر

میر رہت تھا جو نگینے میں
 دیکھو بیٹھا ہے کس سینے میں
 زندگی گرفتا ہے مالک پر
 کیا حلاوت ہے اس کے جینے میں
 بے بیانی بھی ہے بیاں اس کا
 درد نسبت ہے جس کے سینے میں
 ہے خفا جس سے پانے والا
 کوئی بینا ہے اس کا جینے میں
 دوست و سب کرم ہے مالک کا
 خوبیاں کیا ہیں اس کیونے میں
 راہ سُفت پر جو چلے اخستہ
 ہے جبم اس کا پھر میں نہ ہر

(دریج اثنائیں تیسرا مطالبہ میر ۵۹ کوہاپی)

لئے مراد احترم ہے جس کا دھن نگینہ ضلع بخور ہے احترام نعمت علوی کا اگر ساری عزکرو رُدوں باز شکر
 او اکرے کو حضرت والا بھی میسے نیک کو اشاریں خالب فرماتے ہیں تو حق شکر ادا نہیں ہو سکتا -
 (لفڑ، (وزیر غفرانخواہ صاحب) (احترمیر عفان اللہ صاحب)



میرزا نہ حُن فانی پر

میرزا نہ حُن فانی پر
حُن فانی کے رنگ فانی پر

جس کا پانی بدلنے والا ہو
میرزا نہ ایسے پانی پر

ہے گھر میں جس سے شادابی
ہوں مندا اس کی باغبانی پر

جو جوانی میں اسٹارڈاپر ہو
میں ہوں مستدیاں اس جوانی پر

دل فدا پنے رب پکران خر
کو بخوبی نہ زندگانی پر



خاک پر نزل آسمان مل گئے

خصتِ رہشق بُتاں مل گئی قربت صاحب آسمان مل گئی
 نسبت اویاۓ زماں مل گئی دولت فیض پسیہ منماں مل گئی
 ان کی یادوں کی آہ و غماں مل گئی دوستو! دولت دو جماں مل گئی
 راہ میں صحبتِ ربِ ایاں مل گئی خاک پر نزل آسمان مل گئی
 دامنِ کوہ میں دامن فھٹیں لذتِ قرب سلطانِ جاں مل گئی
 مل گئی جب سے توفیق ذکرِ خدا روح کو راحت دو جماں مل گئی
 ربطِ گفشن کی کیب یہ کرامتیں دشت میں راحت آشیاں مل گئی
 ان کی خاطر اٹھایا جو حضرت کاغم روح کو عشرت دو جماں مل گئی

صحبتِ شیخ کامل سے اختر کو بھی
 لذتِ راہِ ربِ جماں مل گئی

(۱۹۹۳ ستمبر ۲، ری یونیون)



کادناوں میٹ گئے ظہر

آہ و نالوں سے بہت گئے نظمات ان کی یادوں سے مل گئے نغمات
 بُرَسِیِ ران سے با تیں ہیں ان کے ماشق کے ہیں یہی دعابت
 غیر فانی بہار عترت ہے تُنخ حضرت کے ہیں یہی شرات
 میر کنتے ہیں سرد آہوں پر گرمی صسل کی ملی سونغات
 بکھس فت در تنجیاں ہیں غیروں میں کاش اپنوں میں رہتے ہم یہمات
 مرنے والوں پر مرنے والوں پر سینکڑوں غم ہیں سینکڑوں آفات
 کاش مرتے ہم اپنے غالق پر اور پاتے ہم ان سے انعامات
 نار شہوت کو نور حق سے بجھا
 پیر رومی کے ہیں یہ ارشادات



وہی لمحہ بہاڑنگی ہے

غم پنہاں مست ارع زندگی ہے
رموز عاشقی و بندگی ہے

مری آنکھوں کی ٹھنڈک حب اِن عالم!
تری پوکھٹ پس افگندگی ہے

متارع ہر دو عالم اس کو حاصل
جسے حاصل کمال بندگی ہے

موانع نذر یہ دستِ جنوں کے
بڑے ہی کام کی دیوانگی ہے

اُر بیگانگی ہے تجھ کو گھل سے
چمن میں بھی تجھے افسردگی ہے

جو ان کی یاد میں گذرا ہے خستہ
وہی لمحہ بہاڑنگی ہے



رشک کرتا نہیں پر آسمان

سچا کوں میں درد دل کی داستان جس کی برکت سے ملی آہ و فغاں
 ہو سب اک تجھ کو اے آہ و فغاں ان کی جانب سے کرم پایا عیاں
 جب سنو گے داستان عاشقان پھر ملے گی تم کو بزم دوستان
 دوستو یہ درد دل کا بروستان ہے عطائے دوست بہر دوستان
 جب زمیں پر روتے ہیں مستغراں رشک کرتا ہے زمیں پر آسمان
 سیکڑوں جاں کی ہے بارش ہر زماں ایسی جاں پر جوف دا ہو تجھ پر یاں
 جب بھی دیکھا ہے سکوت عاشقان ان کی خاموشی ہے رشکِ صدیاں
 جس کے آب و گل میں درد دل نہ ہو جنم حن کی ہے فقط اے دوستان
 دل مرا مغضدر ہے تیرے یے ہے یہی بس حاصل ہر دو جماں
 جب سے تیرا غم ملا ہے اے غدا رہتا ہے ہر وقت خستہ شادماں

(جنوبی افریقہ ۲۸ شعبان ۱۴۱۳ھ۔ ۱۰ فوری ۱۹۹۳ء)



تم نے دیکھی بُرکت آہ و فنا

اہل ظاہر مبتلا تے این و آں
 قلب عارف عاشق رست جماں
 ہیں سلامت اہل دل کی کشتیاں
 تم نے دیکھی بُرکت آہ و فنا
 جس نے دی غمیہ ندا پر اپنی جاں
 عمر مجھ پر پایا لے نوحہ کماں
 بے اثر ہے اہل ظاہر کابیاں
 بے زبان عاشق ہے رشکت صہبیاں
 ہاتھ پھیلاتے کھڑے در پر ہیں یاں
 کرنہ حستی ہاتھ واپس شاہ جاں
 دوست یا دوست میں گریہ کماں
 عرشِ عظم پر ہے ساکن اس کی جاں
 آپ کا بے حد ہے اختیہ پر کرم
 ورنہ یہ گھر آپ کا اور میں کماں



صحبیتے با اہل دل با عاشقان

طاڑِ خستہ کا خستہ آشیاں

کیوں حمد ہے اس سے تجھ کو با غباں
کو نظر اپنے عذابِ ظلم پر

لگ کر نہ جائے آہ! آہ بے کام
طاڑِ ملکیں کو گلشن میں نہ چسیدہ

سنگ دل کچھ سن بھی فریاد و فناں
جو نہیں ڈرتا ہے اپنے ظلم سے
اس کو پایا ہم نے ہر دم سرگراں
روئے زرد و آہ سد و چشم تر

دوستو یہ ہے نشانِ عاشقان

وردِ دل کے ولٹے درمانِ دل

صحبیتے با اہل دل با عاشقان

جو بھی خستہ صاحبِ نسبت ہوا
اُس کو پایا ہم نے ہر دم شاداں

(یکم ربیان المبارک ۱۴۲۳ھ نیویو)



حستی دل کی ہر دل میں ہمار

حرتوں کے زخم سے ہے خون روائ
عشق کا ہوتا ہے یوں ہی امتحان
میرے خون آرزو کا یہ سماں
رو رہا ہے دیکھ کر کے آسمان
ہیں زمیں پر ایسی بھی پکھو ہستیاں
ڈشک جن پدر کرتے ہیں کرو بیان
جس حبگہ گرتا ہے خون آرزو
لے نہ لے بوسہ کیس خود آسمان
ہستیاں حسرتِ زدؤں کی دیکھ لو
ان کی ویرانی میں ہے جنت نہار
حرتوں کے زخم سے ہے خون روائ
اب نہ لو یار وہ مسرا امتحان
عشرتیں خستہ ہیں دل سے دور دور
ہستیں دل کی ہیں دل میں میسماں



چشمِ تعریفِ خوچاک کریباں پایا

عشقِ آسم سے ہر دل کو پریشان پایا
 شکل بگزی تو انہیں سختِ پشیماں پایا
 ذکر کے فیض سے دل رشک گستاخان پایا
 اور غلطت سے گستاخان کو بیباں پایا
 رہِ تقویٰ کے غمود سے نہ تو گبرا ساک
 نفس کو عنصیر ہو مگر روح کو شاداں پایا
 نفسِ دشمن کے غمود سے جو تو گبرائے ہے
 لذتِ عشقِ خدا سے تجھے ناداں پایا
 جس نے مرشد سے یا خونِ قمر کا برق
 اس کے دل میں ہمد دم بلودہ جاناں پایا
 کیا کہوں آہ وہ مرشد تھا مر اکیا خستہ
 چشمِ تعریفِ خوچاک کریباں پایا



(کرامہ - ۱۲، ربیع الاول، ۱۴۳۱ھ بوقت تین بجے شب)

دُعوٰ حُقْقَتِ دُخْلِ دُوستاں ملی

عشق بستان کے کربے کلفت دو جہاں ملی
 ذکر حُندا کے نور سے فرحت دو جہاں ملی

اے مرے غالق جہاں تجھ پر فدا ہو میری جاں
 لذت ذکر سے تربے راحت دو جہاں ملی

جو بھی فدا ہے دوستو! غالق کائنات پر
 اس کی خزاں میں بھی مجھے خوبیتے بوستان ملی

دیکھ کے میری چشم تر، سُن کے ہماری آہ کو
 ان کو ہمارے عشق کی مفت میں داستان ملی

آپ کی یاد اے حند احصال کائنات ہے
 آپ کے نام سے مجھے نعمت دو جہاں ملی

اختر بے نوا کو بھی تیرے کرم سے اے خدا
 دعوت حق کے واسطے مخلص دوستاں ملی

(رمی یونین۔ ۱۸۔ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ ستمبر ۱۹۱۷ء۔)



اُثر طاہر ہوا آکا سحر کا

بے پلا رنگ دشمن کی نظر کا
اُثر نظر ہر ہوا آدھ سحر کا

وہ آکر مسید بمحض پوچھتے ہیں
میال کیا حصال ہے درد بگدا کا

برنگ فت ملے تو میں نے پوچھا
کہاں ہے نور خور شید و نفر کا

ہونق سی وہ صورت سامنے ہے
کبھی شہر تھا جس کے کروں کا

پڑا پلا بے عشق بُتائے
نہ پوچھو خون دل خون سبگر کا

لو تو جا کے اہل درد دلے
جب ہے کیف وان شام دھرم کا

سکون قلب ہے انعام اختر
حسینوں سے میال صرفِ نظر کا



نہ مر تو ہیں تو ہاشم آہ بے زبانگی

جسے سخنی ہے دولت حق نے اپنی راز دانی کی
محبت ہو نہیں سکتی اسے دُنیا تے فانی کی

بُدتا ہے کبھی جغرا فیہ ایسا حسینوں کا
کہ تاریخیں بدل جاتی ہیں جس سے حُسن فانی کی

بُخاذہ حُسن کا جب دفن ہو پیری کی قبروں میں
سنوں کیا آہ ان کی داستانِ عمد جوانی کی

میں اب تاریخ ان کے حُسن کی کس طرح دھروں
نہیں وقعت ہے کوئی حُسن فرستہ کی کہا فی کی

نہ ہوتا بدگماں ناداں کبھی اہل محبت سے
جو ہوتی آگئی ضالم کو پکھھ درد نہانی کی

رہاتا عمر وہ محسود م اہل دل کی صحبت سے
کہ جس نے کبر کے باعث ہمیشہ بدگما فی کی



ہزاروں بستیاں ویران ہیں از آہ مظلوماں
نہ کرتو ہیں تو تاشیم آہ بے زبانی کی

نہیں پاتا شفنا دکتور خود اپنی دواں سے
کمرے ہے جبجو دکتور بھی دکتور شانی کی

بدون صحبت مرشد تجھے کیسے شغا ہو گی
نہیں جب شیخ اول جبجو کر شیخ شانی کی

ہمارے چھوٹے پھول جو دیکھتے ہو دیکھنے والو
ہمارے شیخ نے اختر کے دل میں باغبانی کی

(رمی یونین - ۳۷ اگسٹ ۱۹۹۲ء)



سین تک کو دے کر سین حب اخ دیدا
تن دفن ہے لحد میں جاں ہے فلک پتا باں
اس تن میں کیا دھرا ہے اک دن اسے فنا ہے
اس جان و تن کو لے کر پھل میر سوتے جاناں

خوب نہیں کہ تریے پل نہما



۱۴ محرم الحرام ۱۹۰۵ء کو حضرت والا بیضن خا ص احباب کی دعوت ہے
شہزادہ تشریف لے جائیجے تھے۔ یہ اشمارہ بیل میں وارد ہوتے۔
احقری عین افراد



مُن سے جس کے سید تھے سرشار
اس کی صورت سے اب یہ کیوں بے زار

عقل فانی کے لطف خواب ہوئے
سرپا ہے بارِ معصیت کا سوار

ان کی نظر دل میں سید ہیں رسو
دین واپس کیں تھا جن پشا شار

میر رہتے ہیں عشق کے نیمار
مجھ کو پاتے ہیں اپنا وہ تیکار



ان بتوں کونہ دیکھ تو زندگی
عقل کھو دے گا ورنہ تو اسے یار

عشق لے چل بجانب صدرا
خُن والوں سے قلب ہے بے زار

مے کہہ سید کا ہے ٹسندو جام
اور صدرا وہاں کا ہے گل زار

میر آفت ہے صورتِ گفتم
ترک صورت کرو یہ ہیں سب حسر

ایسی عشرت کہ جس سے ہو گفت
اپنی حرمت ہے اس سے بہتہ یار

غار کھاتے ہیں سید کیوں گل سے
وے گی سکیں ان کو وادی پر غار

جب ملے حسال کی پیلی لے
پڑنہ پیچے حسام کے زندگی

چند حضرت بھرے دلوں کے ساتھ
خوب گذریں گے تیرے لیل و نہار



ریل میں جب یا اشمار حضرت والا تمہر فرمائکے تو آخر نے پر چینے
کے لیے ہاتھ بڑھایا تاکہ پڑھ سکوں تو حضرت والا نے اپنا دست مبارک
کھینچ لیا اور جسمتے یہ شرف فرمایا۔

دستِ درازِ ہمیسہ کو اس نے فتح کیا
پائیں گے میر کس طرح زاغتِ دراز کو

بُجھانِ افسدِ حضرت والا کا یہ خاص انداز تربیت ہے جو محبت آئیز اور محبت سے لبرد
ہوتا ہے اور حضرت والا کے مذاقِ محبت کا عکاس ہے جس کی برکت سے اہل محبت سالگریں
کے قلب گنیا تے مجاز کے سنتنی ہو کر عشقِ حقیقی سے سرشار ہو جاتے ہیں۔

(آخر مریم علیها السلام)



حقیق حوسن

یہ زمین د اسماں شمسِ فاتح	میری خاطر ہے جہان بکھر د بر
بے مکے ہی و اسٹے ان کا وجود	میں نہ ہو گنج ہوں گے نیز و ذر



مکھیں کاظم دن تار

مسید آؤ بھی گھٹ زاروں ہیں
 ہے کمال پین بے قراروں ہیں
 اک جیسیں ہو تو دل اے دے دوں
 ختم شکل ہے ان ہزاروں ہیں
 خون ارماں سے قلب نگیں کر
 میر کس ہے کیا نظر ازاروں ہیں
 ایک پل کو سکون نہیں ملت
 دیکھ بلکہ کو ان بھاروں ہیں
 اپنے قلب و نظمہ بچا لیتے
 کون جیتا ہے ان سہاروں ہیں
 دل حصہ اپر فدا کرو خستہ
 پکھو نہیں عارضی بھاروں ہیں

سے مراد اہل اشیاءں



لب پہ کوڑا مزار

جو حیں گل تھے رونق گھشن
لگ رہے ہیں ہائج دشت و دمن

میں فدا قلب و جاں سے ان پر ہوں
ہن کی صحبت سے دل ہواروشن

رب ہے کافی مری خناخت کو
لاکھ چاہے بُرا اگر ڈشمن

کر خناخت نفس کی لے ظالم
کرہ ویران قلب کا گلشن

خُن فنا ہے گرنہ مانے تو
خُن کو جا کے دیکھ در مدفن



یاد ان کی ہے چشم بھی ہے نم
لب دریا ہے کوہ کا دامن

مری قسمت کا میسہ کیا کہت
ہاتھ میں گرنبی کا ہو دامن

راہ حق کا ہے ایک خار اختر
رشک ریسان و سنبل و سون

(ہفت، محمد الحرام ۱۳۱۵ - بن گران ضلع باغ آزاد کشمیر)



انعام شقِ مجازی اور سچتی

جهان زنگ بومیں زنگ کو ناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہل زنگ بوكا حال زنگ باتر تھا
نظام زنگ بوسے ہو کے جو مافق بیاتا تھا
آئی ست خدا کا زنگ ہر دم زنگ خوش تھا

مبارک مجھے پرہیز ایا نہ

زبان سے تو لے دوست شبازیاں ہیں
ہ باطن مگر آہ خفت شیاں ہیں

خاترات سے مت دیکھ ان ماصیوں کو
کہ توہہ کی برکت سے درباریاں ہیں

جو پرہیز کرتے نہیں معصیت سے
انہیں راہ میں خفت دشواریاں ہیں

جنمہوں کے اسباب سے ذور ہو گے
تو منزل میں ہر وقت آسانیاں ہیں

دواستے دل سا لکھ عشق حق ہے
دلوں میں بہت گرچہ بیماریاں ہیں

رہ حق میں ہر غسل سے کیوں ہے گریزاں
رعشق میں کب تن آسانیاں ہیں



یخون تمن کا انعام دکھو
جو ویرانیاں تھیں وہ آبادیاں ہیں

وہندہ ان کی مرثی پا اپنی رضا کر
فقیہہ میں دیکھے گا سلطانیاں ہیں

ترے ہاتھ سے زیرِ نعمیہ ہوں میں
مسبارک بخے مسیہی ویرانیاں ہیں

جو پستا ہے ہر وقت خون تمن
اسی دل پر نسبت کی تباہیاں ہیں

تجھی ہر اک دل کی خستہ الگ ہے
مہربانیاں، جیسی فستہ بانیاں ہیں



زین کو کام ہے کچھ سماں سے

بیکاری ہے رابطہ آہ و فنا سے
 زین کو کام ہے کچھ آسمان سے
 نہ امتحان ہے جو رحمت حشد کی
 دلادی منفعت رب جہاں سے
 تو کر لے خوش ندائے گستاخ کو
 نہیں پالا پڑے گا چھسہ خزان سے
 وہ چھٹا جاتا ہے ہر اہل لفت پر
 بیان کرتا ہے جو درود نہاں سے
 اگر مطلوب ہے درد محبت
 تسلق کر گروہ عاشقان سے
 ہزاروں عنیم انجام کر جان ساک
 مقرب ہو گئی مولائے باں سے
 سنو پیٹاں اخستہ گوش دل سے
 فدا ہو تم حشد اپر قلب و جان سے



کیا ربط اپنے آسمان سے

گلوں سے ہے نہ ہم کو گستاخ سے ہمارا کام ہے آہ و فنا سے
 لرزتی برق بھی ہے آشیاں سے پڑا پلا ہے طائر کی فقاں سے
 مری فندیاد ہے اے ربِ عالم بچا مجھ کو بلاۓ وجہاں سے
 دل عشق میں ہے آگ پھسائیں یقین کرتا ہوں آہوں کے دھواں سے
 یکیوں ہے سُرخِ حب و گاہِ عاشق دعا کرتے ہیں چشمِ خونفشاں سے
 یہ ہے انعامِ تسلیم و رضا کا کہ ہیں آزادِ فتنہ کراہن و آں سے
 بہت خون تمٹ سے زمیں نے کیا ہے ربطِ اپنے آسمان سے
 یہ ہے توفیق بس اُن کے کرم سے کہ ہے صرفِ نظرِ جن بُتاں سے

کرم ہے آپ کا اختیار پیارب
 فدا ہو آپ پر گرجسم و جاں سے



نیز کچھ فائدہ اس کے لئے

ہٹایا جس نے سداس آتا سے
وہ مکرایا بلائے ناگماں سے
غمت ہوں سے اگر تو یہ نہیں کی
تو وہ سردم ہے دونوں جہاں سے
نہیں کرتا ہے جورب کی اطاعت
وہ جیتا ہے حسیات آنکھاں سے
اگر ناراض ہے وہ حق گھل
تو کیا حاصل اُسے کون دمکان سے
جمال ہو گل کے بد لے خارِ صدر ا
نہیں کچھ فائدہ اس کے لئے اس سے
ذہب بُل ہونہ گل ہو جس پمن میں
تو باز آیا میں ایسے بوستاں سے
خدا سے گرنیں ہے ربطِ خستہ
مبحث ہے ربطِ ماہ و خستداں سے



زیں میری جو جلیے ہمال ہیر

کھاں پھرتے ہو نہ کر این د آں میں کبھی آؤ تو بزم دوستاں میں
 اگر بے برق و باراں اس جہاں میں کرو فریاد اپنے آشیاں میں
 مزہ پاتے ہو کیوں اس کے بیاں میں کوئی توبات ہے درد نہاں میں
 مزہ پایا جو صحراء کی فعتاں میں نہیں پایا مزہ وہ گھستاں میں
 اثر پہاں تھا جو زخم نہاں میں وہ نظر اہر ہو گیا اس کی زیاں میں
 نہیں پایا چسٹائی راہ منزل مگر بس عاشقوں کی داستاں میں
 عطاۓ خالق دونوں جہتاں ہے اثر پاتے ہو جو میرے بیاں میں
 رہے اپنے گھوں کے دامنوں سے اگرچہ خار ہے وہ گھستاں میں
 شنا تو سب نے میری داستاں کو اثر پایا بگاہ دوستاں میں
 نہ پوچھو لذت فشریاد سجدہ زیں میشدی ہو جیے آنماں میں
 کوئی پوچھے یہ جا کر باغثاں سے گذرتی ہے تری کیکے خزان میں

اگر بے ربط حنلاقِ چمپن سے
 تو اختر گل ٹیلے ہو گا خزان میں



ذرا دیکھو تو فیض خانقاہ

مچا دے گی وہ بابی میت بابی نہ کرے دوست ہر گز بد نگاہی
 چٹائی پر ملے گا تخت شاہی اگر حاصل کرو عشق الہی
 غصب سے تو اگر مغلوب ہو گا کبے گی پھر زبان وابی تباہی
 حسینوں سے اگر ملت نہ چھوڑا نہیں پہنچے گا دربارِ الہی
 وہی پہنچا ہے دربارِ خدا میں ملی ہے جس کو آہ سحر گاہی
 ہوئے ہیں زندگتے اوسی رجھی ذرا دیکھو تو فیض خانقاہی
 کھلا کیا راز سلطان بخچ پر فقیری لی ہے دے کر تاج شاہی
 نہ اس نفس سرکش کی تو کم کر نہ کھا صدر روز خالم مرغ دماہی
 جو اہل دل کی صحبت میں رہے گا وہی پائے گا بس عشق الہی
 ملی اختتہ جسے نسبت خدا کی مثالدی اس نے باہی اور جاہی



ذرادیحو تو فیض خان قادر

مچا دے گی وہ باہی میت سب اہی نہ کر اے دوست ہر گز بد نگاہی
 چٹائی پر ملے گا تخت شاہی اگر حاصل کرو عشق الہی
 غصب سے تو اگر مغلوب ہو گا بکے گی چسے زبان داہی تباہی
 حسینوں سے اگر ملت نہ چھوڑا نہیں پہنچے گا دربارِ الہی
 وہی پہنچا ہے دربارِ خدا میں ملی ہے جس کو آہ سحر گاہی
 ہوئے ہیں زندگتے او سید بھی ذرا دیکھو تو فیض خان افتابی
 کھلا کیا راز سلطان پلنچ پر فتحیری لی ہے دے کرتا ج شاہی
 ندا اس نفس سرکش کی تو کم کر نہ کا حسر روز ناظلم مُرخ و ماہی
 جو اہل دل کی صحبت میں رہے گا وہی پانے گا بس عشق الہی
 ملی اختتہ بے نسبت خدا کی مٹا دی اس نے باہی اور جاہی



پھرنا ہو دل یا رمح قبیلے ہوتے

ظاہر میں اہل دل ہیں کو حضرت یہی ہوتے
باطن مگر ہے دولتِ نسبت یہی ہوتے

ماں کہ مسیہ گلشن جنت تو دُور ہے
عارف ہے دل میں خالق جنت یہی ہوتے

صحراوں میں بکھری، بکھری دامان کوہ میں
پھرتا ہوں دل میں دردِ محبت یہی ہوتے

اک قلب شکستہ کے اور آہ و فغاں کے ساتھ
میں چل رہا ہوں مشعلِ نُشت یہی ہوتے

روئے زمیں پر جو بھی ہے عهد و فاکے ساتھ
وہ نفس ہے سایہِ رحمت یہی ہوتے



جو بے دف کنفس کا اپنے ہوا عندهم
بیتا ہے سر پ سینکڑوں لعنت یہ ہوتے

اپنے تو کیا ہیں غمیہ بھی کرتا ہے اخترام
چہرہ پ جو ہے دار حمی کی زینت یہ ہوتے

اک میسے ختنہ حال بھی اختر کے ساتھ ہے
گذرے ہے خوب شق کی لذت یہ ہوتے

(ہٹلی (الخطینہ)، ۶ ستمبر ۱۹۹۷ء)



انعام خون آرزو

جهان رنگ بوسیں ہر طرف بس آب و گل پایا
محگر عاشق کے آب گل میں ہم نے درد دل پایا
ہمارے خون حسرت پر فلک رویا زمیں روزی
محگرے دل مبارک ہو کہ تو نے درد دل پایا

پھرنا ہوں دل میں درد بھرا دل یہ ہوئے

پھرتا ہوں دل میں درد بھرا دل یہ ہوئے
اور ہر قلب میں قربت ازال یہ ہوئے

پھرتا ہے مجھ کو عشق یہ چاک گریساں
گرچہ خود ہے طوق و سلاسل یہ ہوئے

جی پاہستا ہے ایسی جگہ میں رہوں جماں
جیتا ہو کوئی درد بھساد دل یہ ہوئے

مانا کہ ہے طوفان میں محبت کا سفینہ
لیکن ہے ساتھ اطف سواصل یہ ہوئے

غفلت کا ان کے دل پر نہ کرنا کبھی گماں
ہنتے ہیں ایک درد بھرا دل یہ ہوئے



میں ڈھونڈتا ہوں تجھ کو محبت کہاں ہے تو
اک قلب شکر ترے قابل یہ ہوتے

اختر اسی کا فیض ہے عالم میں حپار سو
پھر تاہے جو بھی درد بھسہ ادل یہ ہوتے

(گلوسر (انگلیش) ۱۵ ستمبر ۱۹۹۷ء)



نفس کے بندے

چین اک پل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے چندے
دفن کر کے جنت ازہ عزت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

آہ و فنا کا آئسہ الیتی ہے جان ناتوان



دونوں جہاں کی خوشی تیری خوشی میں ہے نہاں

دونوں جہاں کاالم تیرے غصب میں ہے عیاں

دیکھ جہاں بھی تو دھواں آگ بھی ہے وہاں نہاں

کتا ہوں بار بار میں سُنتا نہیں ہے پرگاں

آشیاں اہل دل کا ہے دیکھ نہ برق گریاں

تجھ سے گرنہ انتقام لے گا ضرور آسمان

لے مرے خالق حیات تجھ پر فدا ہو میری جاں

تیرے بیانِ حمد سے قاصد ہے یہ را بیاں

دیکھ کے اپنے ضعف کو اور قصورِ بندگی

آہ و فنا کا آسدا لیتی ہے جان ناتوان

میری وفا ہے ناتام دو نوں جہاں میں اے نہ
آپ کے نام پر اگر کر دوں فدائیں دو جہاں

دل میں خلائے پاک کی لذت قرب کیا کہوں
بیسے مری زمیں ہے اور اور ہے میر آسمان

یارب ہماری آہ کو فضل سے کر دے با اثر
سارے جہاں میں نشر ہو خستہ کی آہ بے باں



تذکرہ عشق

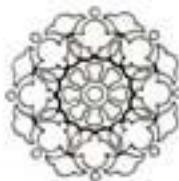
جس کے چہرے پر میرتے تھے سرد آیں بھی سید بھرتے تھے
کس نے جنرا فیسہ بد لڈالا عشق کو اپنے دفن کرتے تھے

مری آہ دل کے منازل

پھاڑوں کا دامن سندھ کا ساحل مری آہ دل کے یہی ہیں منازل
 جنازہ ہوا قبہ میں آج داخل ہوئی خاک تن آج مٹی میں شامل
 ترا فیض ہے صحبت شیخ کامل! ہوا سب کا دل درونسبت کا مامل
 نہیں کوئی رہبر ہے راہ جنوں کا مگر سایہ صحبت شیخ کامل
 مرے دوستو ذکر کی برکتوں سے سکینہ ہوا دل پہ بھم سب کے نازل
 عجب دردے کس نے تفسیر کی ہے کو فٹہ آں ہوا آج ہی جیئے نازل
 خدا شیخ کو میرے لئے سلامت کہ ناقص ہوتے اُن کی صحبت سے کامل
 یہ اُمید ہے تیرے لطف و کرم سے
 کہ انختر بھی ہوا بل جنت میں شامل



(دری یونیون، اگست ۱۹۷۲ء)



انفاس زندگی کے جو ان پر فتنہ ہوتے

انفاس زندگی کے جو ان پر فتنہ ہوتے
شہر و قصر بھی سامنے ان کے گدا ہوتے

جس نے اٹھایا شیخ کے نازِ طریق کو
راہِ فتنے سے رہبسم رہا گدا ہوتے

دیکھا اسی کو فنازِ منزل شدک میں
بومسندل مجاز سے بالکل حبہ ہوتے

پالا پڑا ہے جن کو تلامیم کی موج سے
گراہ کشتیوں کے وہی ناحدہ ہوتے

تقریر میں اگر نہیں شامل ہے درد دل
حمدہ صدما کے ساتھ بھی وہ بے صد ہوتے

راہِ فتنے میں آہ جو فتنی نہ ہو سکے
کمل کے باعث ہمی نہ وہ باحتدہ ہوتے

اہل جنوں کی صعبتیں خستہ چنیں میں
اہل حسد کو دیکھا کہ اون پر فتنہ ہوتے

(دیکھ جواہی ۹۵، کراہی)



ڈرہ دومن دلوں جہاں کے کم نہیں

میری زبان حال بھی میرے بیال سے کم نہیں
میرا سکوت عشق بھی میری زبان سے کم نہیں

یادِ خدا کا غیر کون و مکان سے کم نہیں
اہل وفا کا بوریا تخت شہاں سے کم نہیں

ان کے حضور میں مرے آنسو زبان سے کم نہیں
عشق کی بے زبانیاں لفظ و بیال سے کم نہیں

دامن فقر میں مرے پتھاں ہے تاج قیصری
ذرہ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

فاش کیا ہے آہ نے زخم بسکر کو بزم میں
لیکن ہماری آہ بھی زخمیں جہاں سے کم نہیں

کاشفت راز درد دل سینی یہ آہ عاشق تار
رہبر دیگران ہے جب رازِ نہاں سے کم نہیں



میری ندائیں رہیں کہر سے پاسجاں مری
یعنی مرانیا زبھی نازِ شہاں سے کم نہیں

اہل نعت اقِ ہر گز جیسے مگس ہوناک پر
ہومن کے دل پر ہر گز کوہ گراں سے کم نہیں

زندوں کی آہ و زاریاں اختیخدا کوہیں پسند
ان کا شکتہ دل بھی پھر کرو بیاں سے کم نہیں



عشق کا کفن

میں نے جن کو بھن بنتا یاتھا
جن کو میں نے بھن سُنایا تھا
میران کے غمید بالوں نے
عشق کا مرے کفن بنتا یاتھا



رُسْوَهِ بَشَّار (رض و عالم نہیں)

ائشک روانِ عاشقانِ حبِّ اسما سے کم نہیں
ان کا یہ خون آرزوِ عہد و فاء سے کم نہیں

جو بے ادائے خواجگی پہاں اسی میں ہے کرم
ان کی رضا بھی دوستوان کی عطا سے کم نہیں

آن کی نظر کے حوصلےِ رشکِ شہانِ کائنات
و سمعتِ قلبِ عاشقانِ ارض و سما سے کم نہیں

یا رب یہ درودِ دل ترا سارے مرض کی ہے؟ وا
ہے یہ مرض ترمی عطا جو کہ شفایے کم نہیں

نفس کو کردے تو فنا باقی رہے نہ پکھ جانا
راہ میں ان کی نماز و کسبہ جو رو جخا سے کم نہیں



یہ بھی کرم ہے آپ کا جس کامیں اہل بھی نہ تھا
یعنی جو درود دیا دونوں سرائے کم نہیں

ان کی عطا تے خواہ بھی میری ادائے بندگی
لیکن مرا قصور بھی میری ادائے کم نہیں

جلوہ حق کے سامنے حیرت سے بے نہ باس ہی
پھر بھی سکوت عشق کا اس کی صدایے کم نہیں

آخر ہمارا درود دل بزم میں بے تو اُسی
لیکن کسی کی چشم نہ اس کی نواۓ کم نہیں



محبت کا جنازہ

ان کے سر پر سفید بالوں کا
ایک دن تم تماشہ دیکھو گے
میرا اس دن جنازہ الفت کا
اپنے ہاتھوں سے دفن کر دو گے

قبروں میں جا کے دیکھو تو نقش بیان آب و گل

دو توں جہاں تباہ ہیں جس نے دیا ہے ان کو دل
خالم نہ کر حیات کو نذر بُت ان سُنگ دل

قیمتِ حیات کی نہ تھی جب تک مغضن تھی آب و گل
لذتِ زندگی نہ پوچھ جب سے ملا ہے درد دل
خانق دل پہ دوستو جس نے فدا کیا ہے دل
کہتے ہیں اس کو اہل دل سارے جہاں کے اہل دل

قیمتِ زندگی مری تیسہ می خوشی پہ منصر
ورنہ بے خاک تن مری ننگ جہاں آب و گل

دیکھ کسی کی خاک پر رستی نہ اپنی خاک کر
قبروں میں جا کے دیکھو تو نقش بیان آب و گل

شمعِ مجاز بجھ گئی عشق میں تاب و دم نہیں
غارت گر حیات پر غارت نہ کر حیات دل



فانی بتوں کا غم نہ کر دیکھ یعنی
 فرحت دو جہاں جو ہے اس غم جاؤ داں سے مل
 رہتا ہے بدگان کیوں جمل سے اپنے دور دور
 جا کے کبھی تو ایک بار حضرت اہل دل سے مل
 دل کو بلا ہے درد دل صحبتِ اہل درد سے
 ورنہ تھاناشنائے درد انختر ہمارا آب و گل



انعام حسن فائز

بھی گلام کو کنسا رہا ہوں
 جنازہ حُسن کا دفتار رہا ہوں
 لگنا دل کا ان منانی بتوں سے
 عبث ہے دل کو یہ بجھا رہا ہوں



محمد بھرِ حامل در پہاڑ رہے

سینکڑوں جسم حسرت میں شاداں رہے
سینکڑوں عنم میں بھی ہم منڈل خواں رہے

کیا یہ تسلیم سر کی کرامت نہیں
صد حنداں میں بھی رشک گفتاں رہے

غافق گلے جن کو نہیں ربط تھا
وسطِ گاٹشن میں بھی وہ پریشاں رہے

ہو حنداں یا بھارچمن دوستو
عاشقِ مرضیِ حبانِ حبناں رہے

خُن فتانی پہ بر باد کی زندگی
غم بھسہ آہ ایسے بھی ناداں رہے

خُن رفتہ سے ہر اہلِ دل خوش ہووا
خوبِ رخصت ملی جو پریشاں رہے



خستہ ارض ہو خستہ آسمان
 عمر بجسے گربتوں سے گریاں رہے

 دردِ دل کی کرامت سے یہ ابیں دل
 منہل قرب حق میں نایاں رہے

 چشم غمازِ اسد اور نسبت رہی
 عمر بجسے حامل درد پھساں رہے

 خستہ بے نواک نصیحت سنو
 اپنی لغزش پہ بردام پشیماں رہے



بے شباتی حُسنِ محب

بال کالے بخیں ہوتے ہیں پکھ بھروسہ نہیں جوانی کا
 کھا کے کیڑوں نے ناک کرڈا لا کیا بھروسہ بے حسن فانی کا

غنجہ تسلیم کا شکفتہ ہے

قلبِ عارف اگر شکستہ ہے
پھر بھی رشکِ گلِ شکفتہ ہے

گرمیِ بزمِ دوستانِ ظاہر
گرمیِ دلِ مگر نہستہ ہے

ان کی مرضی سے بہے بمار و خزان
غنجہ تسلیم کا شکفتہ ہے

جو بھی کوئے محباز سے گذرا
اس کو دیکھا کہ حالِ خستہ ہے

روح سے سیرِ عالم بالا
جسم سے غاک پر نشستہ ہے

ان کو پایا ہے صاحبِ نسبت
اہلِ نسبت سے جن کو رشتہ ہے

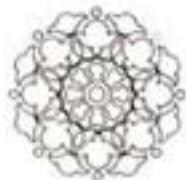


نفس نہ مل مے پر گماں رہت
گرچہ لکھت ہو یہ فرشتہ ہے

دوستواب ہو فکر مستقبل
جو گذشتہ ہے وہ گذشتہ ہے

خُن فانی سے بجاگ نکھے گا
عشق جو آج دست بستہ ہے

خُن فانی پر جو مرا اختتہ
ہو کے عالی بھی سخت پستہ ہے



حقیقت صُمِّین مجاز

اس کا چہرہ اگرچہ نمکدار ہے
جسم اس کا اگرچہ چکدار ہے
میرزا ہر ہیں بے شک دہ گلزار ہے
لیکن اندر غلطت کی بھرمار ہے



غنجے گل خندان ہیں پر کیا نہما

غنجے گل خندان ہیں چمن پر ہے کیا بھار
لے باد صب اتیرے کرم کی ہے یہ بھار

گلشن ہے تیرے فیض کا ہر لمحہ رازدار
باد نیم شکر یہ تیسا رہے بار بار

آنکھیں خدا کے خوف سے جن کی ہیں اشکبار
در حمل ہیں وہ رحمت باری کی آبشار

یہ فیض با غبار ہے کوئی دیکھے انقلاب
جو خوار چمن تھے وہ ہوتے آج گلغزار

وہ خوش نصیب جن کے مقدار میں بنے نجات
محشر کے خوف سے وہی روتے ہیں زار زار

کیا کیسیا ہے دوست مرشد کا فیض بھی
وہ آج شیخ وقت ہیں جو کل تھے بادہ خوار



رہستا ہے پیں سے تو بتوں سے بچانظر
ورنہ نظر سے قلب و جبکہ جو گا بے قرار

ہے عشقِ محبا زمی کا صد کس قدر برا
ہر ایک دوسرے کی نظر میں ہوا بے خوار

خستہ وہی حیاتِ حقیقت میں ہے حیات
جو خالق حیات پر چسے لمحہ ہو شمار

(۲۹. جمومِ حرام ۱۵، جم کراہی)



فَرِیضٌ عَلَيْنَا

کبھی جب سبزہ آغازِ جوان تھی
تو سارا گروہ دلبداں تھا
بڑھاپے میں اسے دیکھا گیا جب
کسی کا کہیے وہ نہ آمیا تھی

تعلیماتِ راز

از عسُوجِ مجاز

محبت بڑھ کے نہ پڑ جائیے گا
محبت سے پہلے ہی ہٹ جائیے گا

نہ مانے تو پھر میر پختا جائیے گا
لو اپنی آنکھوں سے برسائیے گا

کبھی آئیے گا کبھی حب جائیے گا
نہ سیکن کسی کل سکون پائیے گا

سواعنم کے ہرگز نہ پکھ پائیے گا
ستم صفت میں جان پڑھائیے گا

بالا حصہ چمن میں حنڈاں پائیے گا
مگر زندگی پھر کہاں لائیے گا



یہ مانا کہ اس بُت پر جائیے گا
مُحْمَّد سیدِ مرک کے کیا پائیے گا

کبھی خُن رفتہ سے شد ما یے گا
ندامت سے اے سیدِ گڑ جائیے گا

یہ لب اور زاغت سیاہ اور چہرہ
خبر ہے کہاں سے کسال جائیے گا

نہ بن آتے گی لاکھ پچھت یئے گا
خود اپنے کیے کی سزا پائیے گا



فَارِيَةِ رَأْنِ حَسْنٍ

موخچوں کے زیر سایہ لب یا رمحچپ گئے
داڑھی کے زیر سایہ دہ رخارچپ گئے
بالوں کی سفیدی میں زاغت یا رمحچپ گئے
جو یار حُسن کے تھے دہ سب یا رمحچپ گئے

صریح ہوئی خالی مزاج ساڑا ہلا



اور جرفا فیسے بدلا اور تاریخ داں بدلا
 جوانی جب نہیں باقی جوانی کافشان بدلا
 خدا نے آکے رنگِ گل و رنگِ گفتاں بدلا
 صراحی جب ہوئی حمالی مزاج ساڑاں بدلا
 بڑھاپے سے جوانی کا وہ رنگ ارغوان بدلا
 گنگاروں کا طرزِ گریہ و آہ و فناں بدلا
 بیکھا ہوں کا وہ طرزِ سحر اور تیسہ و کماں بدلا
 جہاں حُسن بدلا اور حسینوں کا جہاں بدلا
 یہ نظامِ نفسِ امارہ نے جب دام بتاں بدلا
 توئیں نے بابِ تقویٰ پر بھی فوراً پاسباں بدلا
 عمنا ہوں سے جو تو پہ کی تو غنیمت کا جہاں بدلا
 زمیں عاصی کی بدلتی اور اس کا آسمان بدلا



دل ناداں نے جب سے آہ ان کا آستان بولا
جمان کرب و غم دیجس اجہاں شاد ماں بولا

تسبیح کیا جو دنیا کا لعدم ہے نگہ عارف میں

فلک پر مرتا باں سے جہاں اختر اں بولا

تجھی ان کی دل میں منکشت خستہ ہوئی جس کے

مگاہوں میں سر و خورشید و اجم کا سماں بولا



آثارِ سبیر مع اللہ

نور شید عطا ہوتا نظر آتا ہے مجھ کو

مفقود ہوا جاتا ہے انہیم کا تھیر

غلمت ہے کہاں اس کا تصویر بھی نہیں ہے

خورشید بد امان پر واجب تیشکر

اس سے کہہ غیب سے کیا جام ملا ہے

ہے دور مجھ سے دوستو دنیا نے تنگر



کو پہنچا مم کچھ صبا سے

جس کو نسبت عطا ہے خدا سے
ارض فتاہم ہے ایسے گدائے

بے نیازی ہے ہر ماوسے
رابطہ گرتوی ہے خدا سے

دل ہے منون ان کی عطا سے
روح نادم ہے اپنی خطا سے

ذکر تیسا کریں بیٹھ کر ہم
چاہئے وہ زمیں دوسرے اسے

جس کو روشن کرے قدرت حق
وہ دیا کیا بخجے گا ہوا سے

مالک دو جہاں گر تو چاہے
سلطنت دے دربے نوا سے



آفتاب نبوت کا مطلع
فوق تھا خلق کے آسادے

شانِ عظمت جب ای جرم کی
کوئی پوچھے تو غار حسداء

مضطرب ہے مرا ذوقِ حبہ
سر کو پیغام ہے کچھ صبا سے

مجھ پر بر سادے دریائے رحمت
ماگتا ہے یہ خستہ خنداء



(سبا گناہ سے دوری)

کلوں سے دور ہو جس کا نیشن
وہی ببل اسیہ گل نہیں ہے
گل افرادہ سے دل کا لگانا
یکیا نادانی ببل نہیں ہے

نظر مت کر حسیناں جہاں پر

جو رکھا سد تھارے آستانا پر
زمیں پر رہ کے ہوں ہیں آسمان پر

نہ ہنس نفل مرمی آہ و فناں پر
نظر تیسری نہیں زہنم نہاں پر

بھاں آتے صدا آہ و فناں کی
نہ گرنا برق ایسے آشیاں پر

ہے نقش حنفی اپنی چند روزہ
نظر مت کر حسیناں جہاں پر

جنہوں نے جان دے دی راہ حق میں
نہ کرت تبتیہ ان کی دا ستانا پر

زمیں پر جسم مشغول عمل ہے
دل عارف مگر ہے آسمان پر



جو دل پر چھٹا گیا حنفی عالم
نظر اس کی نہیں پھسے این و آں پر

حنفی ناراض ہو جس گھستاں سے
تو لعنت بسجی ایسے گھستاں پر

جمساں بیٹھے ہوں کچھ اللہ ولے
فندہ ہوں یاسی بزم دوستاں پر

ذکر خشتہ سے نفالم بگمانی
تغم کیوں ہے اس کی دوستاں پر

دیکھ فردی ۱۹۹۳ء، جنپی افریقہ،

(نظامِ ہم درضا)

مکشف راہ تسلیم جس پر ہوتی
اس کا عشم راز دار سرت ہوا
راہ تسلیم میں جس نے سردے دیا
اس کا سر تاحددار محبت ہوا

خاک سمجھ تھا جسے لعل خشان نکلا

جو تری بزم محبت سے گریزاں نکلا
جس طرف نکلا وہ حیراں و پریشاں نکلا

دل دیا غیر کو جس نے بھی وہ ناداں نکلا
کیوں کہ وہ جان چمن جنہار بیباں نکلا

ساری دنیا کی خرد آتی فدا ہونے کو
جب کبھی جوش جنوں چاک گریباں نکلا

درد ملتا ہے ترے درد کے یماروں سے
شیخ پھر مارے جماں سے بھی مہرباں نکلا

نار شہوت میں نظر آتے اندھیرے دل کو
نور تقویٰ دل مومن میں دُشناں نکلا

بعد مدت کے ہوئی اہل محبت کی شاخت
خاک سمجھ تھا جسے لعل بدشناں نکلا



زہد خشک جو تھا، پیر مناں کے صدقے
حامی درد ہوا غیر سے نالاں بکلا

ہائے اس قطرہ دریا تے محبت کا اثر
جس کو سمجھا تھا کہ قطرہ ہے وہ طوفان بکلا

خار بجا تھا جسے اہل جہاں نے اختر
وامیں فقر میں اس کے ہی گفتاں بکلا



دل شکست اور راشنا تجلیت

خون حسرت رات دن پینے کا لطف
اس کے بلوؤں کی فردادی سے پوچھ
لذتِ زخمِ شکستِ آرزو
اس کی آنکھوں کی نگہبادی سے پوچھ

رب کندر تو کوئی مہر باندھ ر

یارب ترے سوا تو کمیں بھی اماں نہیں
تو جس کا نہیں اُس کا یہ سارا جہاں نہیں

غلت میں ہے یہ شکٹ شُبھ دہم دو سوہ
ہو مہر نمایاں تو کوئی پُگن نہیں

جس نے اٹھایا سر کو ترے سندھ کے آہ
سارے جہاں میں اس کا کمیں آتاں نہیں

جس میں بھار قرب گستاخ نہ ہو کبھی
وہ آشیاں مرا کبھی لے باغباں نہیں

مشکل ہے ایسے قلب کی توحید ہو صحیح
جس دل کے پاس دوست و دہ پاباں نہیں

اوہ غم خزانے نشیمن میں ہے چوائ
عالیں جب کہ کوئی کمیں بھلیاں نہیں

میں کس طرح سے مان لوں لے درد تو بھی ہے
بھری کمیں نہیں کمیں آہ و فناں نہیں



سورج کی روشنی کی یہی بس دلیل ہے
 جب آسمان پر کب و مہ و اختر انہیں
 مت کے بعد کھل گئی خستہ یہ حقیقت
 رب مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں



آہِ تہائی

کٹ رہی ہے میری تہائی مرے نہماں
 اب اگر خاموش ہوں گے چشم تر ہو جائے گی
 کر رہا ہوں آہ پیسم گواہی ہے نارسا
 ایک دن آخر تو مسندن اثر ہو جائے گی
 درحقیقت میسری آہ خام کا ہے یہ قصور
 رفتہ رفتہ پختہ ہو کر پردہ در ہو جائے گی



کیمی علمِ مومن کا مل ہونا

حسن فانی سے ترا آہ یہ شاداں ہونا
 یہی دلیل ہے ظالم ترا ناداں ہونا
 دل دیا غصہ کو خالم تو کس ان پین گکھ
 آہ ہر لمحہ ترے دل کا پریشان ہونا
 شیخ کامل کی توجہ ہو مسبارک تجھ کو
 نعمت درد سے دل کا ترے خندان ہونا
 رند بھی تیرے کرم سے ہوتے اب شیخ خرم
 ترمی رحمت ہے یہ حاروں کا گلتاں ہونا
 رہبہ منزل جاناں سے ہے دوری کا سبب
 منزل حق سے ترا آہ گریزان ہونا
 بذب منزل ہی کا صدقہ ہے کہ ہر خوش پر
 عاصیوں کا یہ ترمی راہ میں رگریاں ہونا
 یہ علامت ہے تجھے ہو گئی نسبت صالی
 ہنس سے یہ ترمی آہ نمایاں ہونا



قلب عاصی پا گت ہوں کنیجوتی یہے
 اس کے گفشن کا انڈھیہ دل بے بلباں ہونا
 لے اسیا درد ترا دونوں جہاں کے بدالے
 تم خبیر جس کو ترے درد کا درماں ہونا
 یہ علامت ہے کہ حاصل ہے تجھے صدق و ایقان
 خوف محشر سے ترے قلب کا لرزائ ہونا
 یہی تو دیستا ہے بھوری مسندل کی خبر
 یعنی اپنوں سے ترا دست د گریباں ہونا
 جس کے چپڑہ پنه ہو آہ نبی کی سنت
 کیمی مسلم ہو مومن کا مسلمان ہونا
 چوم لستا ہے فلک بڑھ کے زمین کو اختر
 ہو مُسبارک کسی عاصی کا پشیماں ہونا



کہاں ملٹا ہے فرزانوں پر درد عشق پنہ نہیں

یہ سیدھی پاک دامانی مری آہ بسیا بانی
سبب اس کا ہے میرے درد کے دیا میں طفیلانی

محبت کے سند میں جو آجاتی ہے طفیلانی
تو پھر ہر ہوج الفت میں ہوا کرتی ہے جولانی

بُحناست کہ دیوانوں میں ہے کوئی پر شانی
خدا کے عاشقوں میں عشق سے ہے کیف لاثانی

شیں جس آب گل میں درد عشق حق کی تابانی
وہ انساں ہے کہاں لیکن فقط ہے ناک انسانی

نہ دیکھو عاشقوں کی دوستو بے ساز و سامانی
کہ دل میں عشق کا رکھتے ہیں اپنے ملک لاثانی

لیے بنیتے ہیں اپنے درد دل کا باغ پسانی
یہ سلطان ہیں مگر اے دوستو بے تاج سلطانی



مری اک آہ سے ظاہر ہیں سب سارے پسائی
مگر ہے درد دل کی دوست تو تہسیل مولانا

اگر مرتے نہ ان فتنیں بتوں کے حسن فانی پر
تو اپنی زندگی پر تم نہ کنتے وائے نادانی

جو دیوانوں میں ہے خاتمہ محبت کی فراوانی
کہاں علمت ہے فرزانوں میں دروغِ عشق پیانی
(، ہر صانع اپنے کر حکایتہ حرم کرکس)



علّاج ذوق حُسْنِ الْ

نین علاج کوئی ذوق حُسْنِ بینی کا
مگر یہی کذب آنکھ میٹھے گوشے میں
اگر ضرور بخشن ہو تجھ کو شوئے چین
تو اہنس م خانست نظر ہو تو شے میں

ہوں پُل میں دفن کچھ راں ہوئے

جودل کو نور حق سے ہے تاباں کیے ہوتے
ہر زم کو ہے اپنی درختاں کیے ہوتے

میں جی رہا ہوں اشک نہ است کے فیض سے
ہر مجھ ان کو اپنے نگہداں کیے ہوتے

یارب ہے تیراذ کر عجب کیسی اثر
صحرا کو بھی ہے میرے گلستان کیے ہوتے

دونوں جہاں کا کیف سوتا ہے روح ہیں
بیتا ہے آپ کو جو مہرباں کیے ہوتے

ہر مجھے حیات ہوا رشک صد حیات
اس خالق حیات پرستباں کیے ہوتے

ہر خون آرزو کا صلدہ دل کو جب بلا
عالم کو ہے وہ منظہ جانان کیے ہوتے



کرتا نہیں جو اپنی خانست گناہے
کلشن کو بھی ہے آہ بیاں کیے ہوتے

یکے سمجھ لوں پا گیا وہ جامِ معرفت
رکھا ہے جو بھی خود کو نمایاں کیے ہوتے

رکھا ہے مجھ کو مست حنزا نہ یہ قلب کا
ہوں اپنے دل میں دفن کچھ ارمائ کیے ہوتے

مالت بد لگتی ہے یہ مرشد کے فیض سے
ورنہ تھے زند زندگی دمڑاں کیے ہوتے

ہوتا ہے طی یہ راستہ مالک کے جذبے
کرتے مگر یہ جذبہ کو پنهان کیے ہوتے

انستار کو کیا ہوا ہے کہ عالم یہیں ہر طرف
پھرتا ہے اپنا پاک گیراں کیے ہوتے



کشی بجنوریں چنے خدا

دریا میں دوستو اگر ماہر فن ہونا ہے
کشی بجنوریں حب پھنسے نعمہ کا تے یا خدا

عشق بتاں کی سندلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو انتہا غلط یکسے صحیح ہو ابتدا

فانی ہے حسن گو مراس کا نشہ ہے سخت تر
ان کی طرف نظر سے بھی مجھ کو بچائے لے خدا

فتنهِ حسن کا خطر کیسا ہے اس میں ہر شر
ہر اک پا اس کا ہے اثر سلطان ہو میا کہ ہو گدا

اختر یہ ناخدا بھی جب طوفاں میں پھنس گیا کبھی
کثرت یا خدا سے وہ کیسا ہوا ہے با خدا



چند دن خون تنا خدا مل جائے ہے

خانق حسنس و قرجس دل میں بھی آجائے ہے
اس کے نور قلب سے شس و فرشتائے ہے

اس کے جلووں کی تحلی دل میں جب جائے ہے
سارے عالم کا تماشائے قدر ہو جائے ہے

خانق حسنس بتاں سے پر وہ جب اٹھ جائے ہے
گرمی حسنس بتاں سب سرد کیوں ہو جائے ہے

دل میں یاد حق کی گرمی دل کو جب گرتائے ہے
یاد ہر بیلاجے فانی سرد پھر ہو جائے ہے

آہ جب دنیا سے کوئی آخرت کو جائے ہے
بس اکیلا جائے ہے اور سب ہزارہ جائے ہے

لا الہ بہ مت دم کلہ تو حیہ میں
غیرِ حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

سارے عالم میں یہی آخرت کی ہے آہ و فناں
چند دن خون تنا سے حث امال جائے ہے

(خیالی دل سے کراہی دل پس آتے ہوتے مشق ایز پیٹ پر کم فرم جاتا ہے)



مری نجماً بے سہارا میرے ہے

سو اتیرے کوئی سہارا نہیں ہے
سو اتیرے کوئی ہما را نہیں ہے

سمندر کا ساحل پس اڑوں کا دا ان
بجز آہ کے کچھ سہارا نہیں ہے

نہیں حستم ہوتی یہں موجیں سمل
مرے بحرِ عنم کا کنارا نہیں ہے

کوئی کشتی عنم کا ہے نا خدا بھی
مری موج غم بے سہارا نہیں ہے

یہ اختراستی کا ہے جو آپ کا ہے
نہیں آپ کا جو ہما را نہیں ہے

(۱۹۹۲ ستمبر، ناقدا و امدادیہ اشراقیہ ریڈیو، لیون)



جو ساکٹ شد دستوں نے میا جو سا پیش مرد دستوں فانہیں ہو

جو ساکٹ شیش مرشد دستوں فانی نہیں ہوتا
کبھی وہ واقع اسرار عرفانی نہیں ہوتا

جو ظلمت میں بیٹھے بدعتوں کی غرق رہتا ہے
کبھی اہل نظر کے دل میں نور انی نہیں ہوتا

خنا ہوں سے نہیں بچپت ہے جو نظام اے توہ
وہ روحانی بظاہر ہو کے روحانی نہیں ہوتا

ہوجس کی چشم تراور جس کی آہ نیم شب ظاہر
پھراس کا درد اہل دل پر پنهانی نہیں ہوتا

خلاف سنت نبوی ہوجس کی زندگی خستہ
وہ ربانی بھی کسلا کر کے ربانی نہیں ہوتا

(المنٹا (امریکہ، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء)



مجھے تقریب کا عالم دیا ہے آہ صحرائے



نہ ہے خانقاہوں میں محبت سکھیں مے نانے
 دیا کرتا ہے ساتی عاشقوں کو جام و پیمانے
 خلافِ راہِ سُنّت جو بنت اکرتے ہیں متانے
 وہ دیوانے بظاہر ہیں مگر اندر ہیں فندزانے
 جو عارف ہیں وہ کس عالم میں رہتے ہیں خدا جانے
 بحلا جو غیر عارف ہے وہ ان کا رُتبہ کیا جانے
 حسینوں کے اجزہ جائیں گے جب چڑافیے اک ان
 بتانا داں کہاں جائے گا اپنے دل کو بدلانے
 جو یاد آتی ہے ان کی دل میں گھبرا تاہوں لکش میں
 مجھے تقریب کا عالم دیا ہے آہ صحرائے
 جوزا ہد عشق سے نا آشنا ہے پچھی وہ ناداں
 نہیں سمجھا ہے خود لیکن چپلا ہے مجھ کو سمجھانے

بھی کی آہِ مظلومی سے وقتِ نسلم ڈرنا تھا
 ہوئے ہیں حسنا نہ آبادِ ظالم جس سے ویرانے
 تایا عُمر بحرِ جبل نے شیخ نبوت کو
 مگر بدنام ہیں دونوں جہاں میں اس کے افانے
 کہاں تک ضبط بے تابی کہاں تک پاس بذانی
 کیا مجبور اندر بسیاں پر خوف فردانے
 نہ کر تھی تیرے زاہدِ نہاد کے درد مندوں کی
 مقامِ درد دل کو بے خبر تو آہ کیا جانے
 تجلی ان کی ہوتی ہے عطا قلب شکستہ ہیں
 کیا ہے قلب کو لیکن شکستہ غم کے سوانے
 نہیں ہے زندگی میں جس کی کوئی داستانِ غم کی
 وہ اہلِ عنصیر کے قربِ خشکی کو آہ کیا جانے
 وہی کرتے ہیں ان کے عاشقوں پر تبصرے اختر
 ہو ظالم دردِ الفت سے ہوا کرتے ہیں بیگانے

(۱۹، ۱۹۹۳ء، میس)



سہجنا تغاں لے جائے کو

سہجنا سمت تغاں فلکیش ان لب ہائے خندان کو
کہ سینہ میں چھپاۓ اہل دل ہیں قلب گریاں کو

عنادل کا تھا ضاہیے ہے چپو یگرست داں کو
مگر آیں ہماری یاد کرتی ہیں بیا باں کو

اسی سے پوچھ لیتے ہیں بتا راز جنوں کیا ہے؟
جو پاجاتے ہیں قسمت سے کسی بھی چاک دماں کو

بگڑتے ہسن کا جزرا فیہ دیکھا حسینوں کا
لامت کرتے دھیمہ عاشقی پر عشق تداں کو

میں کرتا ہوں چمن میں یاد ان کو ہر نفس اے دل
مگر آیں مری محبوب رکھتی ہیں بیا باں کو

کھاں تک پاس بدنامی کھاں تک ضبط بے تابی
نہ پکڑو اہل ڈنسیں تم مرے دست و گریاں کو



جو ٹھہرے زن ہے اپنی بُدگانی سے اُرے تو ہے
وہ کیا چانے حشد اکے عاشقوں کے درپنہاں کو

پُفیش مرشد کامل جو نسبت کا ہوا حامل
تو با صد ساز و سامان دیکھا اس بے ساز و سامان کو

بحمد اللہ کسی عارف سے سنتا تھا کبھی اندر
خدا کی یاد میں اُف نعمتہ آہ بیباں کو

(خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ری یونیورسٹی ۱۹۹۳ء برداشت)



جامع قرب

تونے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی حکمی
ہاں شکست آرزو کا بھی محنت مقتب دیکھ
سرفوشی دل فشنہ دشی جاں فروشی سب سی
پی کے خون آرزو پھر کینت جب ام قرب بیکھ

زندگی نعمت ہے کر مالک پر بابِ کوئر

عشق کی مشکل پیش عشق اس اس ہو گئی
عشق کی طاقت سے ہر طاقت پیش اس ہو گئی

زندگی نعمت ہے کر مالک پر قربان ہو گئی
غیر پر لیکن مندا ہو کر پریش اس ہو گئی

خن فانی پر فند ا ہو کر جونا داں ہو گئی
زندگانی آہ اس کی ننگ حیوان ہو گئی

قدرت حق سے ہماری خاک انسان ہو گئی
دولت ایساں سے پھر اعل بذخاش ہو گئی

ان کے غم کے فیض سے ہر وقت شاداں ہو گئی
زندگی فکر و المیں کیسی خستہ اں ہو گئی

خار ہائے رنج بھراں سے جو کل رنجور تھی
مرشد کامل کے صدقے گل بیماں ہو گئی



کیوں نہ ہو پھر زندگی اس کی پریشان دستوں
جب وہ ناداں مائلِ زلف بیٹھاں ہو گئی

ذکر کی توفیق جس کو مل گئی شام وحر
فترمیں بھی زندگی با ساز و سامان ہو گئی

اہلِ دل سے دردِ دل جس دل کو لے اختر علا
ایسے دویشوں کی ہستی رشکِ سلطان ہو گئی



بہارِ حب و روزہ و غرفہ نہانی

بہارِ حبِ سورت سے جو عاشق زندہ ہوتا ہے
وہ تبدیل بہارِ رنگ سے شرمندہ ہوتا ہے
جمالِ سیرت و معنی سے جو تابندہ ہوتا ہے
تو لطفِ زندگی بھی اس کا پھر پائیدہ ہوتا ہے

ایک دن خال منقش نہ فن ہو گر

نفس کے گندے تھے اضوں سے جو ان بن ہو گئی
روح میری سنبل و ریس ان و سون ہو گئی

جب ہمارے آب و گل میں درد دل شامل ہوا
ان کی ہر سندل ہمارے پیش دامن ہو گئی

جس فتدر خلقت کہہ تمھی نہ گمن ان کے بغایہ
آن کے آتے ہی سرپا بزم روشن ہو گئی

ہم تو سحرِ اول کو سمجھے تھے کہ دیرانی بُجے اں
ذکر حق کے فیض سے وہ رشک گھشن ہو گئی

نفس ہوشمن ہو گیا معنوں دوب ان کی یاد سے
روح کی طاقت ہماری شیر انگلن ہو گئی

تنخ تمھی بزم جہاں میں اہلِ ذہب کی حیات
فیض بزم عاشق تار سے بزم گھشن ہو گئی



مت لگاتا دل کو تم فتنی حسینوں سے کبھی
ایک دن ناک منقش بذریعہ مدفن ہو گئی

جب سے خستہ روکش غیار و بیرگانہ ہوا
بزم اہل دل میں اس کی متدر احسن ہو گئی



قلب مضطرب

وہ جس کا نام کرڈنیا میں قلب مضطرب تھا
فلک پر جا کے وہ ہم شکل ماہ خاستہ تھا
تمام عمر ترپنے کی تھی جو خُواں میں
نہ جذب ہو سکا دُنیا کا زنگ بواس میں
میں درد و غم سے بھرا اک سخینہ لایا ہوں
ترے حضور میں اک آب گینہ لایا ہوں
تری رضا کا ہے بس شوق و جبواس میں
مری ہزار تمسک کا ہے لبواس میں



سکون دل

اگر اللہ والوں سے نہیں دل کی دوا پاتا
بہت مشکل تھا اپنے نفس سد کش کو دبا پاتا

خدا کی سد کشی سے خود کشی ہے مال و دولت میں
کبھی اللہ والوں سے نہیں ایسا سنا جاتا

سکون دل اترتا ہے فلک سے اہل تقویٰ پر
بدوں حکم حث اسامن داں پھر کیسے پا جاتا

اگر پروپرول کے مانند ہوتا یہ سکون دل
زین میں کر کے بورنگ کاس کو ہر کافر بھی پا جاتا

توں کے عشق سے دُنیا میں ہر عاشق ہوا پاگل
سمنا ہوں سے سکون پاتا تو کیوں پاگل کہا جاتا

پھوگندے عمل سے امردوں سے دور ہو جاؤ
اگر یہ فل اچھا تھا حث اپنے تحریر بر ساتا



نہیں ممکن تھا ان کی راہ میں سیدا قدم رکھنا
اگر جذب کرم کی دل نہیں کوئی صد اپاتا

میں تمکھ بجا تا ہوں اپنی داستان درد سے انتر
محیر میں کیا کروں چپ بھی نہیں مجھ سے رہا جاتا



شام ہمدرد ہیں عضراں دیز کی لقص و میں دیکھ کر

اپ کے چہروں پر شربت روح افزا کالو
کر رہا ہے صرف فوٹو ہی میں سب کو سخزو
اپنے خالق سے یغفت کر کے میرے دوستو
قبل تو پہ گمراہ ہونا پڑے گا زرد رو
غارضی عزت صدائے جاہ کو ہے کو پہ کو
پُر خطر ہو گا مجرم خش میں ایسا سُرخ رو
علمت قرآن کا صدقہ سُن اوخت ناظر کلام
مانہ کم عنہ کے فرمان پر تم فانتہوا



وہ شور عند لیب نہ تھا باغبان نہ تھا

جو گستاخ تھا آہ مر گستاخ نہ تھا
 جو زد میں تھا خزان کی مر آشیان نہ تھا
 جو غم ملا تھا بھجو عُنم جاؤ داں نہ تھا
 جو جان جان تھا کل وہی اب جان جان نہ تھا
 اب ہے اس طریق پمن حُسنِ مجاز کا
 وہ شور عند لیب نہ تھا باغبان نہ تھا
 اس حُسن کی بسار کو لوٹا خزان نہیں
 آہ سحر نہ تھی دل نالہ کن نہ تھا
 کوئی مراضیاں سے کوئی وصال سے
 محل میں اس کی میر کوئی شادمان نہ تھا
 اب ڈھونڈتے ہیں میر غم جاؤ داں کو ہم
 جو غم ملا تھا ہم کو عُنم جاؤ داں نہ تھا
 ہے کون جو اس لذت غم کو بیاں کرے
 سارے جماں میں جس کا کوئی ترجمان نہ تھا
 اختر نے جب بھی درد محبت سے کچھ کہا
 سارے مقربین میں تاب بیان نہ تھا



مولانا مظہر خطا بر

(جبوت طائب متح)

ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی چک
 جس نشیمن پر نہ ہو برق حادث کی چک
 غنچہ سستا ہے چمن میں سختی باہ سسہ
 اس کے دامن کو عطا ہوتی ہے پھولوں کی ملک
 سبھم کلیوں کی خوشبو بھی ہے منوں صب
 یعنی اس کے فینیں ہی سے غنچے جاتے ہیں چک
 اک رشکت غم بھرے دل کو اگر چھیرے کوئی
 دل کے پیجانے سے اس کے کیوں نہ جانے غم چک
 پس سمجھ لو نامناسب وہ عمل ہے اے پسر
 جس عمل سے قبل ہو محسوس دل میں کچھ کٹک
 تم کو اپنے باپ کی تینیں کے لمحہ میں بھی
 چاہیے آنی نظر منظرِ محبت کی جدک
 تم سے کچھ شکوہ نہیں آخڑ کا لے جان پدر
 ہاں مگر هل جاتے آدابِ محبت کی چک



نقل حالات خاصہ سے حالت غلبہ بچالیت مفتریت

بُر جان بار کا ه حق تعالیٰ مشانہ

سجدہ سے سر اٹھا تو کیس آستناں نہ تھا
جیسے کہ وہ زمین نہ تھی وہ آسمان نہ تھا

گویا زبان تھی بے زبان ہوش بیان نہ تھا
اہ آتش تھی شعلہ زن مگر اس میں دھواں نہ تھا

ہوش و خرد کا نظم بھی بیسے دہان نہ تھا
لیکن دہان نہ اس جو تھا گویا نہ اس نہ تھا

خوشبو تو ہر طرف تھی مگر گھاستاں نہ تھا
منہوم قربِ حنا ص تھا لفظ و بیان نہ تھا

جلوے تو سامنے تھے مگر یہ جہاں نہ تھا
دروہ نہ اس تو تھا مگر اشکبِ داں نہ تھا

مخفی تھا دل میں جو کبھی آتش فشاں نہ تھا
اک کیفت پرسکوں تھا کوئی این و آں نہ تھا



خورشید و ماه و کلکشان پچھے بھی وہاں نہ تھا
دنیا سے دوں نہ تمھی کوئی دیگر جہاں نہ تھا

آنکھوں کے دائرے میں جہاں جہاں نہ تھا
کون و مکان کا سامنے کوئی نہ شاہ نہ تھا

اک چھوٹ جاؤ داں کے ہوا گلستان نہ تھا
ان کے سوا کوئی بھی وہاں راز داں نہ تھا

اس بے خود میں پاس کوئی بوتاں نہ تھا
ظاہر نہ تھے اور ان کا کوئی آشیاں نہ تھا

کوئی ضر سے غریب کوئی نفس سے خوش
دنیا سے عشق میں کیس سود و زیاب نہ تھا

اے درد دل ہو تجھ کو مس بارک ترا یہ فیض
دنیا سے لے کے باغ جہاں تک نہاں نہ تھا

اس بزم کا اک عالم ہونام ہے خستہ
محیا ہوا حشد اک کوئی بھی وہاں نہ تھا



تذکرہ میر

لگے ہے سید چہرے کے وہ کوئی نظر ہے
مگر دانٹھے ہے جب مودی کو تو لگت اکلڑہ ہے

مرے کافوں میں خزانابھی اس کا ہرشل ہوڑہ ہے
اور اپنے سرخ رُخاروں سے وہ ہرشل ٹاڑہ ہے

بنظاروہ علی گلڈ کا پڑھ بی کام مرہ ہے
مگر اب مدرسہ میں شیخ کے ہستاد مرہ ہے

مٹا ڈالا ہے اپنے نفس کو اس میر نے ورنہ
لگے تھا پسے یہ ظالم کہ کوئی اس پکڑہ ہے

سوزوکی کا رتحا پسے ہمارے پاس جب آیا
مٹا پے مگر لگت اب ہے اب جیسے ٹرکڑہ ہے

سفریں اور حضریں میر میرے ساتھ رہتا ہے
بکھی اڑھے ظالم اور کبھی یہ ناپکڑہ ہے



گدائے خانقاہ بن کر مزہ پایا ہے شاہی کا
اگرچہ پاس اس کے کوئی بیکار نہیں مورث ہے

لے خشتار یہ گدائی خانقاہی اس کی قوت تھی
و گرنہ میر صاحبزادہ فوپی ٹککشہ ہے

(۲۳ جواہی شفتہ کراہی)



رازِ شکننگی

ضرر جو کے لکیوں سے ہو جاوہ شفافتہ
کیا کھل کے وہ شاخوں کو سجا دیں گی چمن میں
ہاں چھیڑ دے گر ان کو کبھی باد سخنہ تو
پھر کھل کے وہ خوشبو کوئی دیں گی چمن میں!



درای خوبی

(افریت)

لغت سے ہم سمجھتے تھے کہ یہ کوئی بیا باں ہے
مگر دیکھا تو ڈربن دوستو شکِ گستاخ ہے

یہاں کے دوستوں سے قلب جان سرو دیں میرے
خدا کے فضل سے ڈربن ہمارا فرجت جاں ہے

اسی ڈربن میں ہے اک خادم دیں مولوی یونس
مری آہ و فنا کے نشر کا جو ساز و سامان ہے

ہمارے درد دل کا ترجیحہ نگلش میں کردین
اے یورپ میں کرنا نشر پھری یہ حق ایماں ہے

آٹھا ہے جو نماز شیخ کو اے دوستوں نو
اُسی کو خلق میں دکھو گئے تم کہ جان جاتاں ہے

بزرگوں کی ذغاوں سے ملا ہے درد دل مجھ کو
تعجب کیا زباں میری جو ہر سو شعبد افشاں ہے



تعجب کیا شہیں؟! پر جو اپنی جان بھی دے دی
قدا ہونے کو ان پر ایک کیا یہ سیکنڈوں میں ہے

رفوگرتا وہی ہے حپ ک دامانی امت کا
و فور عشق سے جو خود بھی خستہ پاک؟ اماں ہے

(کھیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ)، جنوری ۱۹۹۸ء)



فربیت مجاز

نہ وہ سوز ہے نہ وہ ساز ہے یہ عجب فربیت مجاز ہے
سر نازِ حُسن بھی خم ہوا نہ اب عشق و قنٹ نیا نہ ہے
گھی حُسن یوں بت ناز کا کنٹ شاں بھی باقی نہیں رہا
پڑھو دوستو مرے عشق پر کہت ازد کی یہ نماز ہے



زندگی میری پابندیت ہے

بس مرے دل میں تیسی محبت ہے
 زندگی میری پابندیت ہے
 سامنے ایسا خوف قیامت رہے
 سب گناہوں سے میری خاطر ہے
 یہ جہاں بھی رہوں جس فضا میں رہوں
 میری اتفاقی حمیشہ سلامت ہے
 ساری دُنیا ہی سے مجھ کو نفرت رہے
 بس ترے نام کی دل میں لذت رہے
 میرے دل میں ترا درد الفت رہے
 میری دُنیا نے اُلفت سلامت رہے
 عاشقوں میں مرانام لکھ جائے گا
 اپنے اعمال پر گرندامت رہے
 تیری مرضی پھر آزو ہو فدا
 اور دل میں بھی اس کی نہ سرت رہے
 میری بس دل میں درد محبت رہے
 میری دُنیا نے اُلفت سلامت رہے
 روز و شب قلب خستہ کی ہے یہ دع
 میرے موئی میری استقامت رہے



خندیکن خ برد غزوہ ساکٹ

غلق کا مارا ہوا، دنسیا کا دھنکارا ہوا
اپنی قسمت سے جو ہو ہر آرزو ہارا ہوا

جس کے دن کئے نہ ہوں دنیا کے درد کر بے
جس کا دل زخمی ہو یا عشق بتاں کی ضربے

جس کی رسوائی پر خندہ زدن ہو ساری غلق بھی
اور ہوا اپنے کیے پر جس کو بے حد قفق بھی

اس کو لینے کے لیے ہے میرا آنکوش کرم
اس کی رسوائی کا بھی رکھے گا خیرت سبھم

میرا دل اس دکھ بھرے دل پر کچے گا وہ کرم
بھول جائے گا وہ جس سے ساری دنیا کے ستم

فیروز، احقر بھر حضرت والا کی نعمت میں ہاضر ہو تو بیض مالات کی وجہ سے نمایت شکست دل تھا
میر سرشد سریا محبت و نعمت فداہ رومنی دابی دامی نے غایت کرم سے احقر کی سلی کے لیے یہ اشعار فرمائے
جس سے احقر کو حیات نوٹھا ہوئی اور بیشک حضرت اقدس نے روز اذل سے لحد پر سعادت فضا نہ ایسا لائتا
کرم فرطے میں کا احقر کہہ رہا، موز بکان شکر بن کر بھی حق شکرا و انبیں کر سکتا اگر حضرت والا کسے بی پایاں کرم کے صدقہ میں
حضرت اقدس کی ذات گرامی احقر سے یہ بھروسہ لطفت بھفت قلیرم او بھروسہ مالات کا نام تھے، دل فرنہ (دری بیز نہیں دریہ)
اندھائے احقر کے دامن تک حضرت والا کا سایہ الحلف و کرم احقر کے سرہ تقام کیں۔ (ناکارہ میر عظما احمد تعالیٰ عنہ)



تلخی شام غم بھر لے گھبرا تاہے دل

تلخی شام غم بھر لے گھبرا تاہے دل
 آمری آہ سر تبحو سے بدل جاتا ہے دل
 اپنی ہر اک آہ سے گوندوں جلا جاتا ہے دل
 پھرنا جانے آہ پیغم کیوں کیے جاتا ہے دل
 میں بتاؤں آؤ پیغم کیوں کیے جاتا ہے دل
 خون بھائے خون دل آہ کو پا تاہے دل
 غم پر جب کچھ خستہ سیار اپنا نہیں پتا تاہے دل
 ہر قس دست طلب اس در پھیلدا تاہے دل
 صفوہ ہستی پر میرے ایسے افانے بھی ہیں
 اُن تصور سے بھی جن کے نزد کو آ جاتا ہے دل
 جب تھلی اُن کی ہوتی ہے دل بر باد میں
 آرزوئے ماں سے خود ہی شرما تاہے دل
 آرزوئے دل کو جب زیر وزیر کرتے ہیں وہ
 طبے دل میں امنیں کو سیماں پا تاہے دل
 لاکھ میں جل رہی ہیں ہر طرف خستہ گھر
 وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پا تاہے دل



ذکر باران بنگلہ دینی

پکونے پوچھو لطفِ بنگلہ دیش کا
 ہر طرفِ مجمع ہے نیر اندیش کا
 ہر طرفِ دریائے اُفت ہے رواں
 ہے نظر ارد کیا بنگلہ دیش کا
 فکر عقبنی جس کو ہو جائے نصیب
 ہے یہی انعامِ دور اندیش کا
 عشقِ حق سے بجاگتا ہے بس وہی
 جو فقط عساشق رہا سن دیش کا
 یہ بھی فیضِ مرشد ابرار ہے
 ہے پتہ اب نفس کے نہیں کا
 جب ملے انوارِ تسلیم و رضا
 ہو گیا عاشق وہ رنجِ خویش کا
 گرچہ خاتم ہے پیشی پھر بھی وہ
 آدمی لگت ہے اپنے دیش کا

لے دیاں کی ایک مٹھائی کا نام ہے۔ یہاں مرادِ ذاتِ فانیہ دنیویہ ہیں۔ جائز
 ہے۔



وہ کون سا ہے وقت کہ تم پر فدا نہیں

یا رب مرے گناہ کی گوانہ نہیں
لیکن ترے کرم کی بھی تو انہا نہیں

وہ کون سا ہے وقت کہ تم پر فدا نہیں
وہ کون سی ادا ہے جو حُسْنِ ادا نہیں

تم خود ہی آگئے ہو مرے جذب عشق سے
میرا تو میسے تم سے کوئی مدعای نہیں

آنکھوں سے ربط میکدہ پہچانا میرے
چہرہ سے میرے کوئی نشہ رُونما نہیں

رکھتا ہے میر رشک چمن درد دل نہیں
اہل خرد کی رائے میں گونوشنہ نہیں



کشتنی میں اس کی بدگماں تو بیٹھ کر تو دیکھ
کرتا ہے کون پسے مرا ناخدا نہیں

اشعار سب ہوتے ہیں یہ مرشد کے فیض سے
کیا صاحبِ سبت کا یہ فیض رسانہ نہیں

جو بزم غریب سے بھی ہے مانوس آہ آہ
آخر وہ عشق حق سے ابھی آشننا نہیں

(دارالعلوم دینیہ بضیلو، امریکہ، ۲۳ ستمبر ۱۹۹۸ء)



دارالعلوم دینیہ بضیلوں بعد از طعام دو پڑج جنہرست الہ تراحت فرماسہے تھے اسی وقت چند منٹ میں یہ اشعار دار
ہوتے اور جب اختر کے متعلق یہ شعر فرمایا۔
تم خود ہی آگئے ہو مرے بندپوشت سے میرا تو میر تم سے کوئی مدد نہیں
اس وقت حضرت والا کی محبت میں حضرت والا ہی کی برکت اور فیضانِ توجہ سے اختر نے یہ شعر عرض کیا جو
بلور یادگاری میان درج کیا جاتا ہے۔
دیکھے ہزار شمس و قمر کا ناتست میں دُنیا میں آپ بیسا کوئی دوسرا نہیں
(حامی)

آہ جو دل ترے گا مان نہ پر

دو جہاں کا مزہ اس کو حاصل نہیں
 آہ جو دل ترے گم کا مان نہیں
 آپ چاہیں ہمیں یہ کرم آپ کا
 ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں
 صحبتِ اہلِ دل جس نے پائی نہ ہو
 اس کا غم غم نہیں اس کا دل دل نہیں
 جس بگد آپ کا قربِ ملتِ اذ ہو
 ہو کے منزل بھی وہ سیدِ منزل نہیں
 غیرِ حق سے لگاتا ہے جو اپنا دل
 تیری الگفت کے غم کا وہ حاصل نہیں
 آپ کا ہوا میں بس اور کسی کا نہیں
 کوئی لیلی نہیں کوئی محمل نہیں
 کہ رہا ہے یختہ بیانگِ دل
 بمحرِ الگفت کا کوئی بھی ساحل نہیں



پھول ان کے سدا بہار نہیں

قب جو عنم میں نہیں رہیں

غار صحرا ہے گھنڈا رہیں

موسمِ گل جو کل حسناں ہو گا

اس حسناں کو بھجہ بھا رہیں

ان کے عارض کی عارضی بے بہار

پھول ان کے سدا بہار نہیں

جن کی آنکھوں سے کتنے بیل تھے

ان کا دیکھا ہے کیا مزار نہیں

ایسی اُفت کا کیا سہارا ہے

ریگ فتنی کا عستبار نہیں

موت سر پر کھڑی ہے اے عشت

اب تو غلط میں دن گزار نہیں



غیر فنا نی بہیتے ہے

نفس اپنے جو مار دیتا ہے
 روح کو صد قرار دیتا ہے
شیخ کامل کے فیض کو دیکھو
 زندگی کو بھی سنوار دیتا ہے
 عشق تجھ پر ہو بارشِ رحمت
 غیر فنا نی بہار دیتا ہے
 نفس و شمن کی بات مت نہ
 گل کے بد لے یہ خار دیتا ہے
 عشق مجبور بے زبان ہو کر
 دیدہ اشکبار دیتا ہے
 کیا ملے گا گناہ سے اندر
 لعنتیں بے شمار دیتا ہے



بَهْشَقْ حَقِيقَة

عُشُق دل کو بسار دیتا ہے جذبہ جاں نشاد دیتا ہے
طاعت مختصر پر میسا کرم اجر کیا بے شمار دیتا ہے
اہل دل کے کرم کا کسی اکنا درد دل بار بار دیتا ہے
سیا کرامت ہے نورِ تقویٰ کی روح کو اک فتدار دیتا ہے
حسن فتنی سے دھوکہ مت کھانا ایک فتنی خمار دیتا ہے
پھول بس اپنی بے دفانی سے عندریبوں کو خار دیتا ہے
راہِ تقویٰ میں غم جو بے اخڑے
زندگی پر بسار دیتا ہے



شانِ گل ننگ خاڑ ہوتی ہے

جب حُدَدا پر نثار ہوتی ہے
زندگی پُر بسار ہوتی ہے

جرم غصت کی مرتكب ہو کر
زندگی بے قدر ار ہوتی ہے

صحبتِ اہلِ دل کی برکت سے
ہر کھلی گھصہ ار ہوتی ہے

کون رُخت ہوا گھے مل کے
ہر گھلی اشکبار ہوتی ہے

روجِ اخلاص گرنیں شامل
یادِ حق کار و بار ہوتی ہے

اُن کی ناراضگی سے اے خستہ
شانِ گل ننگ خاڑ ہوتی ہے



طافِ ناد آس پر سیستہ و ز فعال

عنادل بھی ہیں زانع بھی بستان میں کو منصب صحبتیں اس جہاں میں
 ہے محبوب کس کی وقت بتا دو گھوں کی یا غاروں کی اس کستان میں
 گھوں کی حفاظت ہے غاروں سے ناداں نہیں بے ضرورت ہیں یہ بستان میں
 یہ خیر القروں سے چپ لاء رہا ہے منافق بھی تھے محفل دوستان میں
 تائے اگر کوئی ظالم کسی کو سنو طرز فردیا دفعہ نہیں
 بفیضان مرشد ولایت ملے گی عبادت کرے لاکھ زاہد جہاں میں
 خدا نے بنایا ہے بے مشل ان کو محمد ہیں بے مشل دونوں جہاں میں

اگر خار ہیں سایہ گل میں خستہ
 نہیں بار خاطر دل باغیں میں

سے ملی اللہ علیہ وسلم



جیں عشق رشک سماں ہے

خوشی تیسری ایمان دو جماں ہے

ترے تابع زمین دا سماں ہے

محبت کی یہ کیسی داستان ہے

فندابس پر زبان عاشقان ہے

سر عاشق اور ان کا آستان ہے

جیں عشق رشک آسمان ہے

بفیض درد نسبت عنسم نہاں ہے

نیں ہرگز عبث آہ د فغاں ہے

غمنا ہوں کا اگر بار گراں ہے

تو بحر منفرت بھی بے کراں ہے

تری ناراضگی میں موت پنهان

خوشی تیسری حیات جاؤ داں ہے



جہنم سے اشد خلگی ہے تیری
رضا تیری مجھے رٹک جناں ہے

عدو ہے در پئے نقصان رسانی
مگر اس سے قوی تر نکلاں ہے

مندابر مرکز لذات عالم
کچھ جس سے دل میں لطف و جہاں ہے

گھٹا ہوں پر جمارت بھی بُرمی ہے
مگر ما یوسیاں کفر عیاں ہے

بِدُولْ تو فیقْ تیسری دل بنے مودہ
کرم سے تیرے یہ آہ و فغاں ہے

تری توفیق کا صفت ہے یار ب
جو تیری یاد میں مشغول جاں ہے

یہ سب احسان ہے خاتمه پتیرا
جو تیری حمد میں رطب انساں ہے



فلک پر ہیں ستارے تجھ پر نازاں

نہ جاؤ مسیہ سوتے بزم زاغاں
وہ کیا جائیں حیات شاہ بازاں

شکت آرزو کا یہ ثمر ہے
کہ عاشق ہے امامِ عشق بازاں

مبارک تجھ کو اے اشک نداست
فلک پر ہیں ستارے تجھ پر نازاں

صلد دیکھو یہ خون آرزو کا
ٹلی پرواز رشک شاہ بازاں

یہ منزل کا کرم ہے سالکوں پر
ہے مسر لمحہ ہے امداد پر انگان

اگر رو باہ پر ان کا کرم ہو
تو پاتے ہمت شیر بیاں

یہ دردِ ذل کی نعمت آہ نہستہ
کرم ہے رب کا تجھ پر ہونے نازاں



نہ جانے کتنے خورشید و فرور نہ مل

ہمارے آب و گل میں درد دل کب سے ہوا شامل
کہ جب سے احتسابِ تبغیث قائم کا ہوا نماز

زبانِ درد دل سے اس طرح تفسیر قرآن کی
یہ لگتا ہے کہ جیسے آج ہی مٹھا آں ہوا نماز

یہ عرفانِ محبت ہے یہ فیضانِ محبت ہے
کہ موجودوں کی طرف خود آگیں بڑھا ہوا شامل

نہ جانے کتنے خورشید و فرور دل میں اُتر آتے
ہمارے آب و گل میں درد نسبت جب ہوا شامل

تجھی حنفی شمس و قمر کی جب ہوتی دل میں
نہ جانے کتنے خورشید و فرور کا نور تھا شامل

مری کشتی کو طوفانوں میں بھی اُسمیہ ساحل تھی
مرے خوف تلاطم میں تھا اُن کا آسرائشامل



جس دل میں تجلی مولائے کائنات

جس دل میں ہے تجلی مولائے کائنات
اس کی نظر سے گرگئی یلا نے کائنات

وہ رشکِ سلطنت بھی ہے اور رشکِ کائنات
دل میں ترمی نسبت کی جسے مل گئی سونا ت

محوس جب ہوئے ہیں ترے قرب کنخات
جیسے مریٰ حیات کو ملتی ہے صد حیات

جلوہ فکن ہے جب سے ترافیقِ اہم ذات
مشہود ہوئے جاتے ہیں جیسے کہ غیبات

ہوتا ہے ورد جب بھی ترانام زبان پر
ہے رشکِ سلاطین ترا مسکین کائنات

جلوؤں سے ترے سب مریٰ نظروں سے گرگئے
انجم ہو یافتہ ہو کہ خورشید کائنات



تاجوں کے موتیوں سے بھی افضل ہیں دو تو
جو قوں میں اہل دل کے جو ہیں ناک کے ذلت

جب کرتی ہے اللہ زبان ایسا لگے ہے
کرتی ہے ذکر ساتھ مرے ساری کائنات

جس وقت تری یاد میں ہوتا ہوں میں مشغول
گرجاتی ہے نظر وہ سے مری ساری کائنات

آخر کے جو لمحات ترمی یاد میں گذرے
یہیں بس وہی لمحات مرے حاصل حیات

(جنوری ۱۹۹۳ء، جنوبی افریقہ)

اشکنڈِ مر او راہِ ضطر

آہ سے راز چھپا یا نگیں
منہ سے بھگی مر پھٹر ہو کر
چشم نم سے جو چلک باتے ہیں
یہیں فلک پر وہی خستہ ہو کر



جب عشق بولنے لگا شکر / سلمہ

اس طرح در دل بھی تھا میرے بیال کے ساتھ
 جیسے کہ میرا دل بھی تھا میں نبیال کے ساتھ

دنیا کے عقل ہو گئی خاموش و بے زبان
 جب عشق بولنے لگا اشکرِ رواں کے ساتھ

سجدہ میں سر کے قرب کا عالم نہ پوچھتے
 جیسے کہ یہ زمین ہے ترے آسمان کے ساتھ

مومن کے دل پر مصیت بارگراں ہے یوں
 جیسے کہ ہر گناہ ہو کوہ گراں کے ساتھ

یادِ حند اسے دل کو ملا چین دوستو
 پاتا ہے چین کب کوئی عشق بُتاں کے ساتھ



جس پر حندا ہو مہرباں رہتا ہے چین سے
 ہر گز نہ ہو کا بے سکون نامہرباں کے ساتھ
 رب جہاں کے ساتھ ہے جس دل کو رابطہ
 انتر دعائی اس کی ہے آہ و فنا کے ساتھ

(بانٹے سے فڈلر لیک ڈریکٹ کے راست میں (بیانی، ۱۲ ستمبر ۱۹۹۳ء)



بے سر سامانی عشق

گھرپسہ میں بے گھر رہا بے در رہا
 پدر ترے ہی در پمیسا سر رہا
 ان کو ہر لمحہ حیات نو ملی
 زیر خبہ عاشقوں کا سر رہا

گردوش میں کوئی خاک بھی آسمان سارا ہے

کرتی ہے عقل نشر محبت زبان کے ساتھ
 لیکن بیان ہے عشق کا آہ و فغاں کے ساتھ
 کرتا کوئی دعا ہے فقط اس زبان کے ساتھ
 لیکن زبان کسی کی ہے اشک وال کے ساتھ
 رہتی کسی کی خاک ہے اس خاکدار کے ساتھ
 گردش میں کوئی خاک بھی ہے آسمان کے ساتھ
 آنسو جو گر گئے ہیں محبت میں دوستو
 گر کر زمین پر رہتے ہیں وہ اختران کے ساتھ
 گلشن ہوا ہے مجھ کو بیابان بدوان دوست
 صحراء ہوا ہے رشک چمن دوستاں کے ساتھ
 آخر کی یہ دعا ہے کہ یارب کرم سے تو
 دونوں جہاں میں کھانے مجھے عاشقان کے ساتھ

(۲۱) ستمبر ۱۹۹۳ء، نیو یارک بے نسلو آتے ہوئے طیارہ میں،



لمحہ حیات ہے سلطان جاں کے تھے

گذری ہے جو حیات بھی عشق بیان کے ساتھ
گذر ابے اس کا نہ س آلام جاں کے ساتھ

عشاق حق جاں بھی یہ آہ و فنا کے ساتھ
رہتے یہ سست لذت و نوں جاں کے ساتھ

رہتا نہیں جو دوستورب جاں کے ساتھ
کیا فائدہ جو رہتا ہے سائے جاں کے ساتھ

حاصل ہے ہے تیری ہمیت ہر ان نفس
صرایں بھی رہ کر کے ہے وہ بوستان کے ساتھ

نسبت عطا ہوئی ہے مرشد کے فیض سے
لمحہ حیات ہے سلطان جاں کے ساتھ

طائز نہیں جو واقف آداب گستاخ
ممکن نہیں گذر ہو کسی باغبان کے ساتھ

خستہ مرے مرشد کا ذرا فیض تو دیکھو
کس طرح درد دل کیا میرے بیان کے ساتھ



کھٹا میر و قن

پچھے سابقہ صد ور ہے درومند کے ساتھ
ہے میر رابطہ اگر آہ و فنا کے ساتھ

اخلاص سے جو رہتا ہے پیر مغل کے ساتھ
روہ کر زمیں پر رہتا ہے وہ آسمان کے ساتھ

جو حسرتوں سے رہتا ہے زخم نہایت کے ساتھ
وہ دل سے رہا کرتا ہے رب جہاں کے ساتھ

رہتے تھے میر جو کبھی خُن بتاب کے ساتھ
اب ہو گئے یہی وقف کسی آستان کے ساتھ

مشغول تھی جو روح کبھی این و آں کے ساتھ
رہتی ہے شب و روز وہ رب جہاں کے ساتھ

چلتا نہیں ہوں میں کبھی اہل جہاں کے ساتھ
میں چل رہا ہوں دوستوان کے نشان کے ساتھ



رو پڑتے ہیں کیوں لوگ ہر می داتاں کے ساتھ
شاید کہ میرا دل بھی ہے میری زبان کے ساتھ

دھوکہ نہ کھائیے کبھی اہل فناں کے ساتھ
باطن میں ہے بس ارب ناظم ہر خزان کے ساتھ

طائز کی دوستی ہے اگر باغبان کے ساتھ
محروم نہ ہو گا وہ کبھی آشیاں کے ساتھ

آخر مجھے تو آہ بیاں سے عشق ہے
رکھتی ہے جو کہ وقت مجھے جان جان کے ساتھ

(بہانہ گل، بوقت شب ۲ شaban ۱۴۳۰ھ)



دیوانہ زنجیر شیر لعین

پا ب زنجیر جو دیوانہ نظر آتا ہے	وہی اسرار محبت کی خبر لاتا ہے
جان مضطركو بعد شوق قد اکنے کو	سوئے مغل ترا دیوانہ بڑھاتا ہے

لیکن قلب یا دخالِ رح

رہتے ہیں میران دنوں یادِ صبا کے ساتھ
اور دل ہے مست جامِ شراب فنا کے ساتھ

گلشن کی ہے بہار تو یادِ صبا کے ساتھ
لیکن بہارِ قلب ہے یادِ حناء کے ساتھ

ہر وقت اس کا کیف ہے رشکِ شبانِ ارض
جیتا ہے جو غلامِ خدا کی نفس کے ساتھ

تو بہ خطا کے بعد ضروری ہے دو تو
شامل اگرچہ ان کا کرم ہو خط کے ساتھ

آخر وہ باغدا کبھی ہو جائے گا نسیم در
رہتا ہے روز و شب جو کسی باغدا کے ساتھ

(ائلنٹا (امریکہ)، ۲۸، اکتوبر ۱۹۹۳ء)



زخم حضرت کی بدولت محرم منزل ہوا

نعمت بے کیعت و کم نسبت کا جو حامل ہوا
 وہ گروہ اولیاء میں فضل سے شامل ہوا
 جو خدا والوں کی صحبت سے ذرا غافل ہوا
 اس کا دل فانی حسینوں کی طرف مائل ہوا
 لطف درد دل کا جس کی روح کو حامل ہوا
 ماشیقتوں میں وہ خدا کے بالیقیں شامل ہوا
 جو حسینوں کی طرف اک ذرہ بھی مائل ہوا
 پس اسی دم دور اس کے قرب کا ساحل ہوا
 حُسن فانی سے نظر جس نے بچانی دوستو
 زخم حضرت کی بدولت محرم منزل ہوا
 اہل دل کی بزم میں خستہ جو شامل ہو گیا
 اس کے آب و گل میں داخل جلد درد دل ہوا

(۹ ربیعان البارک ۱۴۱۸ھ محرم مدینہ طیبہ)



دھواں جہاں سے کہ صیاد میں

منور کر دے یار بمحکم تقویٰ کے معاملے
 ترے دستک جو پہنچا دے ملادے ایسے عالمے
 علاج حزن و غم بے صرف تو پرگستا ہوں سے
 انہیمے بے سکونی ہیں ماضی کے لوازم سے
 بودل سے غیر شخص ہو دف داری سے عاری ہو
 بہت محبت اظہر ہنا پاہیے پھر ایسے خادم سے
 بخی بر باد جس نے آخرت کو اپنی غلطت سے
 بجلہ پھر فائدہ کیا اس کو دنیا کے مفہوم سے
 نہ اہل دل کی صحبت ہونہ درد دل کی نعمت ہو
 تو پڑھ کر بھی دھرم ہو گا قلب سالم سے
 کبھی کی آہ سوزن دہ فلک پر عصہ زان بھی ہو
 تو پھر نلم کو ڈرانا پاہیے اپنے ظالم سے
 کیس شام نہ ہو طائر کی بھی آہ و فنا اس میں
 دھواں اٹھا نشین سے یہ کہ صیاد ظالم سے
 کتب خانے تو یہ خستہ بہت آفاق عالم ہیں
 جو ہو اللہ کا عالم ہو تم ایسے عالم سے



خدا کے حکم پر اپنا یہ تم ختم کر دو

خدا کے حکم پر اپنا سہ تسلیم ختم کر دو
عجاہوں پر ندامت سے تم اپنی چشم ختم کر دو

دل ویراں کو یادِ حق سے تم باخی ارم کر دو
عجم کو نورِ حق سے مظلوم سہ نورِ حرم کر دو
عجاہوں کی خوشی کو خوفِ محشر سے ام کر دو
اور اپنے آنسوؤں میں اپنا خونِ دل بھم کر دو

گنہ کی صحیح کو خوفِ خدا سے شامِ غم کر دو
ندامت سے پھر اپنے دل کو رشکِ جاہم جنم کر دو

گوآن کی راہ میں تم قلبِ جان کو وقتِ غم کر دو
فکر سے اس زمینِ بجہہ کو تم اپنی شرم کر دو

خدا کے نام پر قربان تم ساری نعم کر دو
اور اختر اپنے قلبِ جان کو تم نذرِ حرم کر دو



وہ کی حرم پر آیا بن اسماء

بحمد اللہ مرے دل میں وہ سلطان جہاں آیا
 لغت تعبیر سے فاصلہ ہے ماقوق ابیان آیا
 سنہے بلوہ اس کا کیف و کم سے پاک ہے لیکن
 دل عارف میں آیا کسل سدح فوقالسان آیا
 اسی کو اہل نسبت صوفیا حضرات کہتے ہیں
 جو سلطان جہاں ہو کر کے بے نام و نشان آیا
 علامت اہل دل کی دوستون طاہر شیعیں ہوتی
 مگر منبر پر جب آیا تو با آہ و فتن آیا
 سینیت خاصہ کا دل میں گواہ سس رہتا ہے
 نگاہوں میں مگر اس کا اثر تو بے زبان آیا
 بڑی مدت سے درد دل لیے خاموش تھا لام
 مگر محل میں جب آیا تو با آتش فرش آیا
 فیض مرشد کامل جو نسبت کا ہوا حامل
 وہ خاکی جس نیں پر آیا بن کر آسمان آیا



شکست آرزو سے دل شکستہ ہو گیا لیکن
 ہمارا درد دل بن کر کے خورشید جہاں آیا
 لگایا جس نے غیر اللہ سے دل ایسے خالم کو
 جہاں دیکھا اسے اے دوستونہ سخناں آیا
 ہزاروں خون حضرت سے بہت خون تمنا سے
 شکستہ دل میں آیا اور پھر سہ کیسا عیاں آیا
 معیت خاصہ جب اہل دل کو مل گئی خستہ
 وہ جب آیا ہے منبہ پر تو با سحر بیاں آیا



ظلم عصیت و اوارطا

پوچھے نہ کوئی اُف دل بر باد کا عالم
 بیسے کہ جنم میں ہو حسب لا د کا عالم
 واللہ کوں کیا دل آباد کا عالم
 جنت کی بھی جنت ہے ترمی باد کا عالم

بُنْرِی کر دو فَمَالَكَ نَام

جو بھی ہو گا ساتی مے کاعنلام
رہ نہیں سکتا وہ ہرگز تشنہ کام

ایک دن عاشق کی سعی ناتام
لطف سے مالک کے ہو گئی خوش مرام

نازِ تقویٰ کب ہے عاشق کا ہتم
وہ ندامت سے ہے ہر دم شاد کام

جس کی قسمت میں ہے جنت کا مقام
راہِ سُفت کا ہے اس کو اہتمام

جو نہیں کرتا بڑوں کا احترام
اس کا ذلت سے یا جاتا ہے نام

لے بڑائی سے جو اہل اللہ کا نام
اس سے کب دوچپ ہو ظالم بے لگام



اہل دل کا جو ہوا دل سے عنلام
عاشقوں کا ہو گا وہ اک دن امام

خُن کے ساقی کو دے دو یہ پیام
مت لگا مُنہ سے مرے جامِ حرام

اسمانوں سے اترتی ہے جو نے
اس کے پینے کو کہا کس نے عرام

دیکھنے فیض ان تسلیم و رض
صبحِ گلشن ہے ہمارے عنم کی شام

حاسدوں کا بس یہی انعام ہے
بل رہے یہی کیسے ان کے صبح و شام

جو ہنے بغیں بج کر صبحِ دم
اُن سے سنا ہوں فتن ان طبل شام

دوستوں لو یہ خستہ کی صدا
زندگی کر دوہندا ماک کے نام

(مری یونین - ۲۰ اگست ۱۹۹۲ء)



جو بندہ ترائی فرمان رہے گا

جو نیرحق پر قلب سے قربان رہے گا
 انسان کی صورت میں وہ شیطان رہے گا
 ممکن نہیں کہ قلب میں وہ پیمن پاسکے
 جب تک کہ کوئی عالم عصیان رہے گا
 فانی بتوں کے عشق میں ہو گا جو بستلا
 تا عمر دوستو وہ پریشان رہے گا
 دونوں جہاں میں پاتے گا وہ پیمن کی حیات
 جو بندہ ترائی فرمان رہے گا
 فانی بتوں سے صرف نظر گرنہیں کیا
 دیایے قلب میں ترے طوفان رہے گا
 ناالم اگر رہے تو مری نجمن سے دور
 لے حُسن ترائی عشق پر احسان رہے گا
 نہ تا ہوں میں عالم ہیں یہ اختیار کی زبان سے
 عاصی کو قرب خاص سے حرمان رہے گا



وہ جو تیری خاطر فرماد کر رہا ہے

خُن بُت اس سے جو دل آباد کر رہا ہے
 وہ اپنی زندگی کو بر باد کر رہا ہے
 جو نفس کو گستاخوں سے شاد کر رہا ہے
 وہ روح کو معذب ناشد کر رہا ہے
 وہ دل جو تیری خاطر فریاد کر رہا ہے
 اُبڑے ہوتے دلوں کو آباد کر رہا ہے
 جو یاد کر رہا ہے مولیٰ کو اپنے دل میں
 سمجھ کر اس کا مولے بھی یاد کر رہا ہے
 انعام ذکر کا یہ فتیل آن نے بتایا
 ذاکر کو اس کا مولیٰ بھی یاد کر رہا ہے
 پیاسوں کا یاد کرنا پانی کو ہے مسلم
 پانی بھی اپنے پیاسوں کو یاد کر رہا ہے
 گریاد کر رہی ہے یہ خالِ انسان کو
 اختر فلک زمیں کو بھی یاد کر رہا ہے



ڈرخواری عاشقِ مجاز

روتا ہے سر پنک اڑا کروہ کو کو
منزل پگامن نہ ہوئی اس کی جستجو
جیب دگری بیاں پھاڑ کے کرتا ہے ہادو
کوئل کی طرحد باٹھ میں کرتا ہے کو دو کو

اس آہوئے نتن کے لیے سوچتن کیے
پھرتے ہیں میردشت میں سر پوکفن لیے

مدت کے بعد جب نظر آیا وہ نازیں
ہاضی کی داستان محبت تھی سرنگوں
دوںوں کی آبرو بھی تھی مدفون قسمیں
اور کربلا تے قتل محبت سے اٹک خون

سنبل کے تازیا شے مومن کے دارے
بجا گے ہے میرنا لہ کناں کوئے یارے



عشقِ محبی

حبلان

دل کو دے کر حُن ف اُنی پر نہ اُجزا جائے گا
 حُن کا اُجزا ہو اُنٹھ رہ نہ بھیں جائے گا
 یہ میں تجوہ کو کبھی آباد کر سکتے نہیں
 تیرے دل کو نجزالم کچھ شاد کر سکتے نہیں
 عشق صورت ہے عذابِ نارِ عاشق کے لیے
 زندگی کس درجہ ہے پُر خارِ فاسق کے لیے
 صورتِ سُفل یہیں مجرحتِ رُول سے بُعد کر پُل
 صورتِ ان کا کرم عاشق پا ہے صد ہاتم
 اے سُدِ اکشیتی مری طوفانِ شہوت سے بچا
 ان حسینوں کے عذابِ نارِ الفت سے بچا
 چارِ دن کی چاندنی پر ہمیں سوت جانا کبھی
 افتتابِ حق سے نسلمت میں نہ تم آنا کبھی



عارض دھیو کی ہیں یہ عس ارضی گل کا یاں
چند دن میں ہوں گی یہ نگاہ نہ زار چلپا ریاں

ان کے چہروں سے نکل گئے دن یہ جب جمع جائے گا
میراں کو دیکھ کر تو شہم سے گز جائے گا

ایک دن بگڑا ہوا جغا فیہ ہو گا صنم
دیکھ کر جس کو تو ہو گا محہ سرت موحغم

مال و دولت یہاں دیا جائے آبرو چین و دفتر
سب سٹ کے ایک دن ہو یقیناً شردار
بارہ دیجاتا کہ کیسے کیسے خورشید قمر
چند دن گزرے کہ آئے وہ خمیدہ سی کمر

آہ جن آنکھوں سے شربت روچ افزا تھیں
چند دن گزرے کہ آن آنکھوں سے اٹھتا تھا جو ان
منیری رُخار جو تمی آہ کل برگ گلاب
عاشقوں کا دل تھا جس کو دیکھ کر مثل کباب

چند دن گزرے کہ وہ چہرے ہوئے ہو گئے
عاشقوں کے چہرہ الفت بھی احمد ہو گئے



ڈھونڈتا ہے میرا بُ ان کے بیوں کی نسخیاں
 پر نظر آئیں فقط چہرے پر ان کے تجربیاں
 ان کی زافت سیاہ پر جب سے نفیدی پہنچی
 ہر کوئی خستہ غمِ حسرت سے پھر مجسکی



مرقعِ عبّت

سکایی چہرے جو بیوں گے بینگن تو نوٹ جائیں گے سارے بندمن
 وہ شاہزادی لگے گی بینگن اگرچہ پہنے وہ لاکھ کنگن
 وہ شاہزادہ لگے ہجمنگی اگرچہ کر کے آتے وہ کھنگھی
 یہ داشت ہل کر اکھڑپڑیں گے لگائیں ان پر هزار مخجن
 نہ سُنا اے سید ان کی بُرگز کنفس و شیطان ہیں تیرے دشمن
 لگا بڑھاپے سے مجھ کو فستہ اگرچہ پہنے ہوتے ہے پکن
 ہوئے ہیں پسیدی میں مثل بُنی جو تمھے جوانی میں شیر افگن
 بھپ اور اپنی نظر کو خستہ یہی ہے بُس اک طبیعتی ان



معنی حجت

یہ علم پھر اسی منزل میں گزدھیں کھی تھی جب حضرت اقدس پھولپوری مولانا علیہ
سے ہمراہ وہاں مہان تھا۔ ————— (حمدان حضرت)



رہوں روز و شب گرچہ باخی ایمیں وہ دونوں جہاں دیں عموم کرم میں
کروں عیش کو ہڑسہ ج کی نعمتیں عطا ہفت اقیم ہو ہرفتہ میں
کے دل میں تیرا اگر غم نہیں ہے تو یہ ساری راحت کم از کم نہیں ہے
بہت خوش نماییں یہ بُنگلے تمہارے یہ گلوں کے بُھرست یہ نگیں نظارے
ارے جی رہے ہو یہ کس کے سماںے کمرنے سے ہو جائیں گے سب کنارے
اگر قرپ جان بھاراں نہیں ہے یہ ننگ ہر اس بے گلستان نہیں ہے
تحیں سے ہے جنت بھی جنت ہماری نہ تو تم تو جنت میں بھی ہوں میں ناری
محبت کی دل پر لگے ضرب کاری مری کام سیاہی کی آجائے باری



مری چاں کا کوئی سما رانہیں ہے
 بجز تیرے کوئی ہمارا نہیں ہے
 یہ عشق میں انتہاں کس بشر کا
 بنائے ذیجہ جو اپنے پسر کا
 پرے ہے انجاز قلب و جگہ کا پسرے ہے اعجاز تسلیم کا
 ترے حکم پر کیا گوارا نہیں ہے
 کوئی تجوہ سے بڑھ کر پیارا نہیں ہے
 ترے عشق کے منہم کا اونٹ ہے کہ جاں سر پکت زیر تنخ و تبرہ ہے
 بکوئے طامت کوئی در بدرا ہے بشوق شہادت کوئی دار پرے ہے
 اگر آپ کا عنہم ہمارا نہیں ہے
 مجھے ہر دعویٰ گوارا نہیں ہے
 ملائک زخون شہید ان نلت محبت کی ہمت سے یہی محیجت
 کہا تھا کہ مفسد بشر کی ہے فطرت و لستاد باش اے جنون محبت
 ترے غم سے بڑھ کر کوئی غم نہیں ہے
 بشرے یہ اعجاز غم کم نہیں ہے
 بہت سے سلاطین ہوئے گھر سے بے گھر دلوں میں جب ان کے ہی عشق نے گھر
 مزہ ان کو آیا جو اس سنگ در پر تو پایا فقیری کو سوٹھی سے بتر
 وہ دل جس میں بلود تھا را نہیں ہے
 وہ دل سب کا ہو پر تھا را نہیں ہے



بھجی تو بآہ وفتار رو رہا ہوں بھجی دل ہی دل میں نہاں رو رہا ہوں
 بھجی اک خداش سی محض پا رہا ہوں بھجی خون آنکھوں سے برسا رہا ہوں
 ترے غم کا جو ہائے مارا نہیں ہے
 بھجی کا وہ ہو پچھا را نہیں ہے
 جگد ہے وہی ساری دنیا میں خوشنتر جہاں آپ کے در پہ ہو گا مرا سر
 نہ ہرگز مرا سر ہو اور عین کا در یہی ہے شبِ روزِ فرشتہ میری دل اندر
 جو ہے آپ کا بس وہی ہے ہمارا
 ہمارا نہیں جو نہیں ہے ہمارا



نصیحت برائے شقین مجاز

حسینوں کا جغا فیسہ میر بدلا
 کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
 یہ عالم نہ ہو گا تو پھر کیا کرو گے
 زحل مشتری اور مریخ لے کر

خون چانسند

(یعنی مجاہد را کوں)

عارفان زانسند ہر دم آمنوں
کو گنڈ کر دنماز دیا تے خون (روتی)
سنوا سستان منظر سه ذرا دل پا ہاتھ رکھ کر
یا لوں سال کا منظر سه مراسد ہے زیر خبر
مرے خون کا بجھہ امر
ذرا دیکھن سنجل کر
میں کلی ہوں ناشکفتہ مری آرزو شکتہ
میں ہوں ایک ہوش رفتہ مراد درد راز بستہ
مری حسرتوں کا منظر سه
ذرا دیکھن سنجل کر
مرے دل میں عنم نہاں ہے مری چشم خون فشاں ہے
مرے لب پا وہ فقاں ہے کو فک بھی نوح خواں ہے





مری بے کسی کا منظر
ذردیکھن سنبل کر

یہ تڑپ تڑپ کے جیتنا لو آرزو کا پینا
یہی میسا جام دہیتنا یہی میسا طور میں

مری وادیوں کا منظر
ذردیکھن سنبل کر

مری آہ کا اثر ہے مرے درد کا ثر ہے
کہ جہاں بھی سنگب ہے مرے آنسوؤں سے تر ہے

مری عاشقی کا منظر
ذردیکھن سنبل کر

مرا عنم زدہ بگر ہے مری چشم چشم تر ہے
مرا بکسر خون سے تر ہے مرا برا لمو سے تر ہے

مرے بھروسہ کا منظر
ذردیکھن سنبل کر

وہ جو حنالیں جہاں ہے وہی میسا رازداں ہے
مرا حمال خود زبان ہے مرا عشق بے زبان ہے

بھی بے زبان کا منظر
ذرا دیکھنے سنبل کر

مری فنکر لا مکاں ہے مرا درد حبا و داں ہے
مرا قصہ داتاں ہے مری رگ نے خوں داں ہے
مرے خون کا سمندہ
ذرا دیکھنے سنبل کر

مرا عنم خوشی بے بستہ مرا حمارگلے خو شتر
مرا شب فتمرے انور غم دل ہے دل کا زہبہ
عنم رہنمایا کا منظر
ذرا دیکھنے سنبل کر

یہ کرم ہے ان کا اخستہ جو پڑا ہے ان کے در پر
کوئی زخم ہے جب گر پر غم شام ہے حصہ پر
مرا زندگی کا منظر
ذرا دیکھنے سنبل کر

(کراہی ۱۳۹۲ھ)



مری چشم ترخون برس رہی

مری چشم ترخون برس رہی ہے
جہاں بھی کسیں سنگ پارہی ہے

مری آہ کی پکو خبہ لارہی ہے
صب آج با چشم ترآرہی ہے

یہی آہ دل کو گرم اڑھی ہے
مبت کی تکیل فندہ مارہی ہے

ن پوچھو تھبی آہ سہ کو
ضیائے مہ و مہرشہ مارہی ہے

بصد شوق بگستہ تلاطم کے اندر
مری ناؤ زیر و زبر حب بارہی ہے

تجھے جذب نور شید شہنمبارک
سوئے یار بے بال و پرد جا رہی ہے

مسارک تجھے لے مری آہ مضر
کمنڈل کونزدیک ترلا رہی ہے

بکوئے حیبے دل تشنہ کاے
فناں سیدی شام و سحر جا رہی ہے



نوش آں بگارے نگہ پر خمارے
کہ مثاق کو دار پر لارہی ہے

ن پوچھو شب منم کی تاکیوں میں
اب آہ سسہ بلوہ فند دارہی ہے

ہٹو میسہ می نظروں سے امواج نگیں
یکشی پیس کے بگر جارہی ہے

ہتاے حسن داس کے جلوؤں کے لگے
ہ ایں لافت و دعوی کہ جر جارہی ہے

ہے سرورِ دل کی تسبیحی پختہ
کہ ہر تو جب تی نکھر آرہی ہے



عِلَّاجٌ تِكْبُرٌ

الما ری اسرار کے تار کو ذرا کھول ظاہر ہوا جاتا ہے ترے دھوکا سبیل
اے نظفہ نہ پاک تو سکھیں تو ذرا کھول زیبا نہیں دیتا ہے تکبر کا تجھے بول



پھر نعمتِ زندگی کے دل دیوانہ

پھر نعمتِ زندگی کے دل دیوانہ
 زنجیسہ علاقے پر پھر ضرب ہو زندان
 پھر اشک بداماں ہو پھر چاک گیریاں ہو
 پھر سحر انور دی کاڈھر اکونی افوانہ
 یکوں رشک گستاخ ہے خاموشی دیوانہ
 صحرائی طرف شاید پھر ہے رُخ دیوانہ
 رو رو کے کوئی مجھوں زندان میں کہ رہا تھا
 یارب مرا دیوانہ یارب مرا دیوانہ
 دمت جنوں کی طاقت دیکھے کوئی فرزانہ
 زندان علاقے سے بجا گا ہے وہ دیوانہ
 فراگنی کو بدلتے دیوانگی سے دم میں
 مل جائے اگر اے دل تجو کو کوئی سوتانہ
 محبوب حقیقی سے کب تک رہے گا نافل
 ہاں نفس پر تو کر دے اک وار دیوانہ
 گر اہل دل کی محبت پا جائے کوئی اختر
 ہوناک تن سے نصف ہر خنی کوئی حسدناز



فیضِ صحبت ابرار دو دمحبتنے

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ آمیدِ نصیحتِ دوستوں کی اشاعت ہے
جسے حاصل کر مسے انکے توفیقِ انبات ہے
یعنی ان کو حاصل رشکتِ صدِ اقیمِ دولت ہے
کرم ہے ان کا جو شامل تمجھے ہون خطا بت ہے
مگر رجب کی مشتیت پر ہی تائیرپڑیت ہے
اگر حاصل کسی کو راہِ حق پر استھانت ہے
تو یہ اللہ کی جانب سے رحمت اور نصرت ہے
اگر خونِ قناء سے ہمارے دل میں حرمت ہے
مگر پوشیدہ اس میں ان کی قربتِ رشکتِ حفت ہے
سمنا ہوں کی تنا آہنِ ظالم کیسی فطرت ہے
کہ جس کی ابتداء تا انتہا ظلمت ہی ظلمت ہے
ہمیشہ یاد رکھنا ان کو آخر دردِ نسبت ہے
نہیں ہے صاحبِ نسبت جو خلامِ اہل غفلت ہے

(والحمد لله رب العالمين القرآن علی ابا عاصی ازاد کثیر ۳ جموم بخراں ۱۵۷۲ھ)

ترے عاشقوں میں جینا مر عاشقوں میں نا

ہے اسی طرح سے ممکن تری راہ سے گزنا
کبھی دل پس برد کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

یہ تری رضا میں چسینا یہ تری صنسایں مزا
مری عبدیت پہ یارب یہ ہے سیدا فضل کرنا

یہی عاشقوں کا شیوه یہی عاشقوں کی عادت
کبھی گریہ و بکا ہے کبھی آہ سرد بھرتا

یہی عشق کی علامت یہی عشق کی ضمانت
بمحی ذکر ہوزباں سے کبھی دل میں یاد کرنا

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سما را
ترے عاشقوں ہیں جینا ترے عاشقوں میں مزا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیب ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے نگ پہ مزا



یہ تری عنایتیں ہیں یہ تری مدد کا صدقة
مری جان ناتوان کا ترے عزم پہ صبر کرنا

یہ تری عطا ہے یا رب یہ ہے تیر اجذب پہاں
مرا نالہ ندامت ترے سنج در پہ کرنا

مرا ہر خط پہ رونا ہے یہی مری تلافی
تری جمتوں کا صفتہ مرا جرم عفو کرنا

تری شان بذب ہے یہ تری بندہ پروری ہے
مرے جان و دل کا تجھ کو ہمس وقت یاد کرنا

بھی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو خستہ
اے آگیا ہے جبینا اے آگیا ہے مزنا



حُنْ عَارضَ كَعَارضِيْ هُونَا

اُس کے عارض کو لفت میں دیکھو کیسی مطلب نہ عارضی بخکھے



اشاععت پر شعر کی نصیحت ہے

بِ فَيْضِ صَجْدَةِ اِبْرَارٍ يَدِ درِّ صَجْدَةِ اِبْرَارٍ
اِشَاعَتْ مِيرَے شُعُورُوں کی بَارِيَدِ نصِيحَةٍ

مجبت در حقیقت اتسابِ رائِفت ہے
نبی کا راستہ ہی حاصلِ عشق و مجبت ہے

یہ دخوی عشق کا جو بھی خلاف راہِ سنت ہے
مجبت نام کی تو بے نگر در حاصل بدعت ہے

مجبت کو توبہ محبوب ہی سے خاصِ اُفت ہے
کہاں اغیار سے اس کو جلا ملنے کی نظرت ہے

یہ گانے اور ڈھوک اور طبلے کی جو علت ہے
کہاں سنت سے ثابت ہے سارے میثلاں ہے

میر جس کو سنت پر عمل کرنے کی نعمت ہے
تصوف میں اسے حاصلِ عظیم اشاعر ہے



وہی شیخ طریقت دوستو محبوب نلت ہے
کہ جس کے ہاتھ میں ہر وقت شمیخ نور سنت ہے

ہوا پر اڑ کے دکھلانے کی بھی کرایکو قدرت ہے
اسے شیطان سمجھو گر خلاف راہ سنت ہے

مرے مرشد کو حامل جو غم احیا سنت ہے
عظمیم اشان دولت ہے عظیم اشان نعمت ہے

ضیا، مہر شرمسنڈہ پیش نور سنت ہے
کہ سنت دوستو کو یا کہ خود شمعی نبوت ہے

وہ سالاک جس کا دل بھی حامل در محبت ہے
اسے غیر دن کو دل دینے سے انحراف نہ فرت ہے



ضہانت مغفرت کی دوستو! اشکنڈامست ہے



یہ مانا معصیت میں محبد مانہ تھوڑی لذت ہے
محروس پالنے والے سے کیسی بہناوت ہے

ذراسی دیر کی لذت ہمیشہ کی نہ امت ہے
جنمازہ ابرو کا وفن کرنا کیسی حاقت ہے

تری یہ سرکشی حق سے ارے کیسی جبارت ہے
خدا سے تیسہ ہی بے خوفی بھی ظالم کیا قیامت ہے

یہ مرنا مرنے والوں پر کٹلی کیسی حاقت ہے
اور ان کی زندگی دونوں جہاں میں کیسی غارت ہے

فنا ہوتا ہے جب جز افسیہ اس حُسن فانی کا
پتہ چلتا ہے تب یہ عشق فانی کیسی لعنت ہے

نہیں مجبد مال ان مجبد ہوں پر کیسی اُلتی ہے
چھر ان پر پتھروں کی ایسی بارش کیسی لمعت ہے

عذاب نار سے بچنے ہے تو کرتوبہ صادق
ضمانت منفعت کی دوستو! اشکنے امت ہے

یہ تو بہ حبل ہے مقبول اہل دل کی صحبت میں
جہاں اللہ والے ہیں برستی واں پر رحمت ہے

وہ تقویٰ جلد پا جاتا ہے اختر ان کی صحبت سے
گناہوں کی پُرانی گرچہ اس کی سخت عادت ہے



نہامت عاشقانِ محاز

اس کا جمال تحافظ اپنے پر آگئی خزان
اپنی تمام عاشقی بن گئی شدم کا عزم
اپنا سرنسیا ز تحاقد ہوں پر آہجن کے خم
ان کی خزان کو دیکھ کر چشم ہے آج میری نم

اہی کی روح میں ہوتا پنہماں

اسی کی روح میں ہوتا ہے درد پنہماں
بورہ کے دنیا میں رہتا ہے بن کے یزدائی

محناہ کرنے سے آتے گی وہ پریشانی
کہ یاد آتے گی جس سے تجھے ترسی نامی

پیغام سخت ہے دشمن نہ اس کا کہنا شُن
نہیں تو ہو گی تجھے ایک دن پیشیمانی

ذرا سی دیر کی لذت ہے دامنی ذلت
محناہ کرنا ہے اے دل بہت ہی نادافی

مزے کی بات تو یہ ہے کچھ مزہ بھی نہیں
محناہ کرنے میں ہے سیکڑوں پریشانی

مرے پیام مجبت کو من لے اے آخرت
تو اپنی روح کو بس کر جٹا پ دیوانی

(۹) گلستان المبارک (۱۳۱۴ھ حرم میہنہ پاک)



نفسِ دشمن بے دُن کو ناٹا د کر

اپنے مالک سے اٹھ کر کے فسیداً د کر
دل کو سبde میں رو رو کے آباد کر
روح کو نورِ تقویٰ سے تو شاد کر
نفسِ دشمن بے دشمن کو ناٹا د کر
دل کو نورِ حشدا سے تو آباد کر
اور گناہوں کی خواہش کو بر باد کر
حمد سے اس زبان کو تو حسنا د کر
سر کو چوکھٹ پا ان کی تو سباد کر
قلبِ وجہ کو تو اس در پا عباد کر
اور سکونِ دلِ وجہ کو حنڑا د کر
اپنی خوشیوں کو خستہ تو بر باد کر
اپنے رب کی خوشی سے دل آباد کر



رفتار کا گفتار کا کردار کا عالم

جب سے ہے مرے سانے مولائے کائنات
 دربار سے پوچھے کوئی دربار کا عالم
 جب سے ہوا ہے خالق گلشن سے رابطہ
 گلزار سے پوچھے کوئی گلزار کا عالم
 شش و فتر کی روشنی سب ماند پڑ گئی
 جب سے دیا اللہ نے انوار کا عالم
 دیکھو تو عاشقوں کی ذرا شان دوستو
 رفتار کا گفتار کا کردار کا عالم
 گھر اتباعِ سنتِ نبوی کا ہو سپن
 رفتار سے پوچھے کوئی رفتار کا عالم
 جب حشریں بخیش گے گفت ہوں کوکرم سے
 کیا ہو گا بحلا آپ کی سرکار کا عالم

(دارالعلوم منیہ، بیبلو، امریکہ، ۲۲ ستمبر ۱۹۹۳ء)



جلسہ قربِ محبت

محبت میں کبھی ایسا زمانہ بھی گزرتا ہے
زبان ناموش رہتا ہے مگر دل رو تارہتا ہے
اگرچہ راہِ تقویٰ میں بڑا رو عنم بھی آتے ہیں
مگر جو ماشق صادق ہے غم کو سوتا رہتا ہے
سلہ عشقِ محباڑی کا یہ کیسا ہے ارے توہہ
کہ عاشق روتے رہتے یہ صنم خود سوتا رہتا ہے
خطاؤں کی اگر آئی ہے دامن پر ذرا سیاہی
تو اپنے آنسوؤں سے عشق اس کو دھوٹا رہتا ہے
گنہگاروں کی مت تحریر کرائے زاہد نادان
کہ ان کی آہ وزاری پر فلک بھی رو تارہتا ہے
پر فیض مرشد کامل جو دردِ دل ہوا حصل
تو دل پر جلسہ قربِ محبت ہوتا رہتا ہے
جو غیروں پر فدا کرتا ہے اپنے قلب و جان اختر
بہ جرم بے دفائل حق سے وہ محروم رہتا ہے



ہی پسند تھوڑے بہت

یہی تو عشق کا جغرافیہ دن رات رہتا ہے
 کہ ہر تاریخ حسرت پر وہ رہنمیل سے رہتا ہے

خطا صادر اگر ہوتی ہے تو اشکبِ ندامت کا
 حضورِ سیدہ حق ایک دریا سامنی بہتا ہے

یہ ان کی راہ میں چلتا، نہیں خوبی ہے رہو کی
 کہ ماک کے کرم کا ہفتہ م مر ہون رہتا ہے

علامت ہے کہ یہ طالب ہوا ہے صاحبِ نسبت
 رہ تقویٰ میں جو بھی رات دن ہر غم کو سہتا ہے

یہی ہے تجربہ دنیا میں سب اللہ والوں کا
 وہی پاتا ہے منزل ساتھ جو رہبر کے رہتا ہے



پینزل کی طلب بھی جذبِ سندل ہی کا صدقہ ہے
و گرنہ مست دنیا ہی میں یہ انسان رہتا ہے

دلیل کا مسیبی ہے تلاشِ مرشدِ منزل
کہ بے رہبر ہی منزل سے سدا محروم رہتا ہے

میں یہ لذتیں دونوں جہاں کی اس کو لے اختر
جو اپنے مالکِ جاں پر فوتِ راجاں کرتا رہتا ہے



دل کا حصہ تھی

ظالم ہے عدل کے خلاف غیر کو دل دیا اگر
جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو فدا آئی پر کر
اس کا سکون چمن چکا مرکز سے جو ہوا جسدا
مرکز دل نہ ہے بس دل نہ فدا کسی پر کر

ہر آنکھ کو زخم اکھا ہوں

میں جب بھی یہ ارض و سما دیکھتا ہوں
 ہر آک ذہ کو رہنمادیکھتا ہوں
 ہر آک رند کے جام و مینا کا عالم
 ترے میکھہ کا گدا دیکھتا ہوں
 بہت ساغرے کو دنیا میں دیکھا
 مگر تجھ پر سب کو ہندادیکھتا ہوں
 خزان میں مسراک بستاں بخٹک دیکھا
 ترے با غریل کو ہندادیکھتا ہوں
 زمانے کے رندوں سے ملتا ہوں لیکن
 ترمی مسٹیاں کچھ سوا دیکھتا ہوں
 ترے عالم ٹوکا منظہ دوہ دیکھا
 کہ آزاد ہمسر ماسولی دیکھتا ہوں
 ترے درد و عنص کو لے خستہ ہیشہ
 رہ عشق میں ناحٹا دیکھتا ہوں



رُشکِ جنت سے تریخوندوگی

رُشکِ جنت ہے تریخوندوگی نگبِ دوزخ ہے تری ناراگی
 جب ملی توفیقِ سرافنگندگی اُن سے حاصل ہو گئی ویستگی
 ہے گفت اہوں میں جنم کا اثر کس قیامت کی ہے دل میں تیرگی
 ان کی مرضی پر کریں قربان جاں بندگی کی ہے یہ روح بندگی
 جو ہے گامستِ شان خواجگی پانیس سکتا وہ رُوح بندگی
 اُف گفت اہوں سچی آلوگی اور نیس تجھ کو شعورِ کمندگی
 فکرِ عقیٰ سے تری افرُدگی صرف دُنیا سے تری دل بستگی
 رابط کر جَلد اهل اللہ سے تا نہ ہو بر باد تیسری زندگی
 صحبتِ نیکاں سے اخْرائیک دن دور ہو جاتے ہے کی تیری خستگی



مُرشد
سے
درخواست

ذِکْر

ساقیا حب ام الفت پلا دے میری اصلاح کی بھی دعا دے
میرے مولا سے مجھ کو بلا دے اور جنہا ہوں کو مجھ سے چھڑا دے
مجھ کو نفرت ہو ہر صیحت سے روح کو مسیحی ایسی دعا دے
ہوتنا ض اگر صیحت کا ہوں نہ مغلوب، ہمت نہ دا دے
اپنی آہ سے میں یہ کہتا اے حشد اپنی کامل رضا دے
پین کی نیت مجھ کو سلادے خواب غفت سے مجھ کو بجا دے
بندب سے مجھ کو اے میرے مالک اہل تقوے کرم سے بنا دے

اپنے اختتے کو زسوانہ کرنا
اس کے عیبوں کو یارب چھپا دے



اے خدا مجھ کو آنسو کا دریا بھی دے

اطفِ گاشن بھی دے اطفِ صحراء بھی دے
 اس پیمن میں کوئی عنم کا مارا بھی دے
 ایسی کشتی کو موجوں کا کچھ ڈرنسیں
 ماکبِ بحیرہ و بربجہ سارا بھی دے
 موج غم میں بے کشتی پھنسی اے حندہ
 فضل سے اس کو کوئی کنارا بھی دے
 مجھ کو حندوت میں بھی یاد تیسری رہے
 لے ٹھدا عاشقوں کا نطف سارا بھی دے
 یوں بیان محبت زبان پر تو ہے
 لے ٹھدا مجھ کو آنسو کا دریا بھی دے
 اپنے خرتہ کو دے نعمتِ علم بھی
 اور زبان پر محبت کا نصہ بھی دے

(جنوبی افریقہ۔ ہمشaban ۱۴۲۳ھ)



تزوہ سمجھنے کے لئے حکیم

جب گانی ہے دل کی لگنی کو
 تب وہ سمجھے مری بے کنی کو
 سمجھو عکسِ کفت پائے جائے
 ارضِ طیبہ کی ہر ہدایت کو
 چارسو ان کی نسبت کی خوبیوں
 کہا ہوا ہے یہ دل کی کنی کو
 نیندِ غائب ہے اور چشمِ تربے
 عشق بنجھے تھے وہ دل لگنی کو
 قیس نے بس سے پائی تھی ایسی
 چوست تھا کبھی اُس کنی کو
 کیوں نہ چوئے بصدِ شوقِ مومن
 ان کی نگزیری کی ہے ہر گنی کو
 اپنی یادوں کے صدقے میں خاتمه
 دل لگنی کر دیا بے کنی کو

صلی اللہ علیہ وسلم



سکون دل در محبد اہل

ہوائے تیرے کوئی تھکانہ نہیں ہے یا رب بدھ بھی جاؤں
کے غم جان و دل سُناوں کے میں زخم جبکہ دلخاؤں

یہ دنیا والے توبے و فاسیں دفت کی قیمت سے بنے ہیں
پھر ان کو دل دے کے زندگی کو جخا سے آہنگ کیوں نہاؤں

یہ بُت جو محتاج ہیں سراپا عسلمان کا بنوں تو کیوں کر
غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں

یہ ماہم نے چین میں خوش رنگ گل سے ببل بنت دشیدا
محکم شہزاد جو عارضی ہو تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں

مجھے تو اختر سکون دل گر لاتا تو بس اہل دل کے در پر
تو ان کے در کو میں اپنا مسکن سیم دل سے نہ کیوں بناؤں



اے مری آہ نوا تو زکمال کر دیا

عالم بھر کو مرے تو نے وصال کر دیا
یعنی بھاری آہ کو واقف حال کر دیا

اپنا جہاں دکھا کے یوں محو جمال کر دیا
میری نظریں یہ جہاں خواب خیال کر دیا

میرا پیام کہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

میرے قوئی تو اس قدر ہوتے ابھی نصف محل
اے دل مبتلا نے غم تو نے مذھاں کر دیا

ذوق طلب بھی مختلف دہریں دیکھتا رہا
آخرتے بے قرار نے تیردا سوال کر دیا



اے ہماری کائنات دل تجھے خوش و قمر

دل میں ان کی یادگی لذت ہوئے درد بگر
 پھر ترا کیا شام غم اور کیا تری آہ سحر
 دل تو کچھ روشن نہیں ہے تم سے اے شس دقر
 کائنات دل کے یہ کچھ دوسرے شس دقر
 تجھ سے روشن یہ جہان درد کے شس دقر
 اے امام درد دل اے رہبہ درد بگر
 اے خدا تجھ سے ہی روشن یہ ہمارے رات دن
 اے ہماری کائنات دل کے خورشید دقر
 میں نے یہ دیکھا، نہیں ملت سکوں تیرے بینر
 کچھ ہائل ہو مجھے گل کائنات بھر دبر
 اے خدا کیا رابط ہے تجھ سے ان ارواح کو
 بے ترے پاتی نہیں جو پیمن با صد مال زر
 آسمان دل پا ان کے غم کے تارے ہوں اگر
 پھر شب تاریک میں بھی ٹھے ہو منزل بے خطر
 گرہے جان زندگی سے دور کوئی زندگی
 تنخ کر دیتی ہے خستہ تمنی شام و سحر



تلاش دلو اشتو

اختتہیں تو چاہئے وہ زندگا دو ش
جس کو ہو فکر حبّت مذہب فکر ناؤ نوش

ہو جس کی موت و زندگی بس اس کے نام پر
دونوں جہاں کو کھیل گیا اس کے نام پر

جو روح پھین پاتی نہ ہو اس کے غیرے
و حشت سے بھائی پھرتی ہو ہر ایک فیرے

یمنہ میں ہو جو درد کا نشتر یہ ہوئے
صحراء و چمن دونوں کو مضطرب کیے ہوئے

اللہ کے درد سے وہ اس طرح اختت
ارض دسم کی یُفْسَاد ہو جائے منور

یا رب ترے عشق سے ہو میری ملاقات

قائم ہیں جن کے داسٹے یہ ارض دمدادات

لے زندگا دو ش سے مُراد اللہ تعالیٰ کا ہٹنے ہے لے جام سے مُراد جامِ مرفت و محبت الیہ ہے۔



جیتے ہیں جو ترے لیے مرتے ہیں ہم دیں
جس دل میں تو نہیں وہاں جائیں گے ہم نہیں

مل جائے جب وہ درد شناسے مجبت
پھر شوق سے کر دوں فند اگھاۓ مجبت

پوچھوں گا میں اس سوتھے جاں سے یہ بادب
ہم تشنہ بیوں کو بھی پلاۓ گا جام کب

پکھ راز باتا مجھ کو بھی اے چاک گریباں
اے دامن تر اشکِ رواں زلف پریشاں

بھس کے لیے دریا تری آنکھوں سے واں ہے
بھس کے لیے پیری میں بھی تو رشکِ جواں ہے

کس کے لیے لب پر یہ ترے آہ و فنا ہے
کس برق سے اٹھایہ نشمن نے عواں ہے

ہے کس نگہ پاک کا تیرے جس گریں تیر
اک خلق ہونی جاتی ہے جس درد کی اسیر

تیرے چمن کو کیسے اجاڑے گی وہ خزان
جو خود ہی تیرے فیض سے ہے رنگ لئتاں

میں کچھ بھی نہیں دوستو ہیں سب مے اشعار
فیض شاعر عبدالغفار فیض شہ ابرار

میں داستان درد جگر کس کو سُناؤں
اختریں اپنا زخم جبکہ کس کو دھاؤں

پا جاتا ہوں جب آشنا تے درد جگر کو
کرتا ہوں فاش رابطہ شمس و مسر کو

لئے شمس کے فور سے قمر منور ہوتا ہے بشر طیکہ زمین درمیان سے ہٹ جادے درد جس قدر
زمین حائل ہوتی ہے اسی قدر پانڈے نور ہوتا ہے جیلوں اگر کامل طور پر ختم ہوتی ہے
تو پانڈ چودھویں تاریخ کا بد کامل ہوتا ہے اور اگر یہ جیلوں کی طور پر حاکل ہو تو پانڈ بائل
بے نور ہو جاتا ہے اسی طرح آفات ارب حق اور کلب کے درمیان نفس کی زمین حائل ہے
جو سماں کپٹے نفس کو بائل مٹا دیتا ہے۔ اس کے دل کا پانڈ اندھے تعالیٰ کے فور سے بائل
منور ہو جاتا ہے اور جس کا نفس جس قدر حائل رہتا ہے اسی قدر دل بے نور رہتا ہے۔



خطہ نظر

بے پرده حسینوں سے ہوا تنگ زمان
 آنکھوں نے شروع کر دیا اب دل کو تنا
 ممکن نہیں صورت میں نہ ہو کوئی تفسیر
 بیکار ہے پھر ان سے ترا دل کا گانا
 لیکن اگر آنکھوں کو نہ تو ان سے بچائے
 ممکن نہیں پھر دل کا ترے ان سے بچانا
 آنکھوں کی خانقت میں ہے اس دل کا مکمل بھی
 گونف کرے تجھے سے کوئی اور بھانا
 دھوکہ ہے تجھے لطف حسینوں سے ملے گا
 ابیں کے کنے سے کبھی اس پر نہ جانا
 پاگل کی طرح پھرتے ہیں عشق محب زمان
 بے پیمن ہیں دن رات یہ بدنام زمان
 رہنا ہے اگر پیمن سے ٹن لو یہ مری بات
 آنکھوں کو حسینوں کی نظر سے نہ ملانا
 افتر کی یہ اک بات نصیحت کی سُنوتِ تم
 ان مُردہ حسینوں سے کبھی دل نہ لگانا



انسان کا اپنی ہر چشم حبّ لئے

ہم جنس پرستی سے جو لذت اڑاگئے
 انسانیت کا اپنی وہ چھپم جلاگئے
 رُسوا ہوتے یہ فاعل و مفعول آن میں
 دونوں جیا کے اپنے جنازے اٹھاگئے
 ہر گز ملا سکیں گے نہ آنکھیں تمام عمر
 آپس میں شرم کے جو وہ پردے ہٹاگئے
 دھوکہ یہ تھا کہ حق محبت ادا کریں
 نفرت کا یہج تادم آحسنہ جماگئے
 بچے تھے جس نظر کو اساس حیاتِ دل
 کیوں اس نظر سے آج وہ نظریں بچاگئے
 کیا کم ہے دوستو یہی لعنتِ مجاز کی
 پہچاننے کے بعد بھی آنکھیں پڑاگئے
 یہ عشق کی صورت میں تھا شے تھے فرق کے
 دونوں کو ایک پل میں جو رُسوا بنائے



ایک دن پوچھئے مالک بنا کیا ہے؟

زندگی بھر کو فتھے بریانیاں کھایا کیا
خاک تن میں خاک رنگیں اس طرح لایا کیا

عمر کو مت خاک کر غفلت سے نجیں خاک پر
ایک دن پوچھے گا، مالک ہاں بتا کیا کیا کیا

بس وہی محفوظ رہستا ہے جنہوں سے مدد
پنی رست کا فدا نے جس پہ بھی سایا کیا

حُسن جب فانی ہوا تو پھر کہاں جائے گا تو
رات دن تو جن بتوں کا آہ گُن کایا کیا

روزِ مشر آن گنہگاروں کی بھی ہو گئی نجات
اشکباری سے گناہوں پر جو پوچھتا یا کیا

ہاتے یہ انجام بذل لم ترا عشق مجاز
عمر بھر اپس میں دل پھر کھیا شد ما یا کیا

جس نے بھی اختیار کیا اُن پر فدا دنوں جیاں
ہر نفس وہ حاصل دنوں جماں پایا کیا

(او افر ہجن ۹۵، کڑا پی)



اے چشم اشک بار ترا عجب بیان

غم کے بغایہ معرفت ہوتی نہیں عیاں
بیسے سیاہ پتلی سے روشن ہے یہ جہاں

مشل تھادر دعشق کا انظلوں میں ہو بیان
اے آہ تیرا شکر یہ تو خود ہے ترجمان

تونے ہی راز کہ دیا اے چشم خون فشاں
ورنہ تھام دتوں سے مراد دل نہیں

اے چشم اشک بار ترا ہے عجب بیان
بیسے تجھے نہیں ہے کوئی حاجت زیاب

تجھ کو ہو مبارک ترمی رفت اے آسمان
ہوں مجھ کو مبارک مری سجدہ کی پستیاں

مدت سے دل نے آہ چھپایا تھا راز آہ
اے آہ تو نے فاش کیا راز بے بیان

آخر اسی دیراں میں ہے نسبت کا خزانہ
جن نے گراؤں اپنی تمث کی بستیاں



بھاگ ب کی چھپی

ہے بُری یا گلی بُری گتی بے کلی اے سکھی میں پلی میری تو بھلی
تو بے گومن پلی مت دکھبلائیں ہی اے دل جی بھاگ ب کی گلی
پھول فرج چالکے چاندنی دھل گتی اپنا انعام جبی کہتی ہے سکی
بے نشاں بے نشاں تو گتے ہر شاق بیر خاک حجانی مگر کیا ملی
رس محبری آنکھ تھی زلف کالی ملی ہاں بلا بھی مگر اس سے کالی ملی
میر دنیا یہ فانی میں ہر سو می بے کلی بے کلی بے کلی
میں بتاؤں کر دنیا میں کیا شے ملی کوئی مجنون ملاکوئی لیا ملی
بان گراں دل ایسے خوش سخت ہیں جن لختہ رنجھے اپوئی ملی



زخمِ افت سے جو قلبِ گائے نہیں

زخمِ افت سے جو قلبِ گائے نہیں
 اہلِ افت کی جانب وہ مائل نہیں
 بحرِ افت کا کوتی کنارا کماں
 یہ سمندہ ہے وہ جس کا شامل نہیں
 جانے کیا دوستو! لطف آہ و فناں
 دردِ افت کا جو قلبِ شامل نہیں
 صحبتِ شیخ سے جو بھی محروم ہے
 بن کے رہبر بھی وہ شیخ کامل نہیں
 اس کی منبر پر تقدیر بے کیف ہے
 دردِ دل خاک میں جس کے شامل نہیں
 جس کا دل اہلِ دل پر نہیں ہے فدا
 اس کے سینے میں دل ہے مگر دل نہیں
 سارے عالم میں آخر کی ہے یہ صدا
 وہ کمینہ ہے جو ان کا شامل نہیں



بِمَا تُوْقِرُّهُنَّ سَاتْحَهُ اجْبَرُكُمْ نَادَلْ

مری ہر سانش ہے لے دوستو! وقت غم جاناں
ہماری زیست کا ہے بس یہی سب سے بڑا سامان

غم دُنیا تے فانی میں جنیں بے حد بُری پایا
ہمیشہ دُمی پریشن کی دوا کھاتے ہیں یہ شاداں

کوئی پاتا نہیں منزل پدون رہبہ منزل
اگرچہ راہرو کر دے تلف کوشش میں اپنی جان

گم اے حُسن فنا ترک کر اپنی حماقت کو
فدا ہو کر خدا پر دیکھ پھر تو کیسی اپنی شان

تمیں اے اہل دُنیا ہم نے ہنتے بھی کبھی دیکھا
ہزاروں غم بھی نپساں ہیں مگر زیرِ اب خندان

خُدا سے ہو کے غافل تو ہے دُنیا پر جو گرویدہ
بُتا تو قبریں کیا ساتھ لے جائے گا اے ناداں



ہمیشہ حُسن فانی پر جنہیں مرتے ہوئے دیکھا
انہیں صحرائے غم میں ہم نے پایا آہ سرگردان

مجھے تو ہر نفس میں اُن کی خوبیوں ان سے ملتی ہے
اگرچہ اہل دل رکھتے ہیں اپنے درد کو پہنچاں

ہمارا بوریہ رٹک شہان ہفت عالم ہے
ہماری روح ان کے نام پر جب سے ہمیں قرباں

کسی بھی مرشد صادق پر جو مرتا ہے اے اندر
یقیناً شوق سے پاتا ہے اک دن منزل جاناں



زوالِ حُسنِ محبّاذ

اس طرح شکلیں بدل جاتی ہیں میر	پھر نہیں پہچان میں آتی ہیں میر
اور اگر پہچان میں آتی بھی ہیں	پھر ذرا دل کو نہیں بجا تی ہیں میر

(۱۹، رمضان المبارک، احمد کراچی)



جس سرخشاہی اُس سرخ زیبی پیا

اپنے خالق پر فدا ہوا وغیرہ اللہ کو چھوڑ
دہن مُرشِد پڑا اور نفس کے رشتے کو توڑ
خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
عارضی دلبر کی حنا طراو پیغمبر نہ چھوڑ

جانے کب آجائے رب سے تجھ کو پیغمِ اجل
راہِ کم کر دئے نفس کو اُس کی گمراہی سے موڑ
تو نے جو رب سے کیا تھا عمد و پیمانِ اَزَل
نفسِ دشمن کی وجہ سے اس کو اے ظالم نہ توڑ

میں نے مانا ہے بھارِ عارضی تجھ کو لذیذ
دانی راحت کی حنا طراو عرضی راحت کو چھوڑ

جس نے سرخشاہی اُس سے سرخ زیبی نہیں
اُس درجنائیں پر سر رکھا اور دربُت خانہ چھوڑ

بہت مردانے اے ظالم تو کراب اختیار
راہِ سر بازی میں اپنی خوتے رو بھی کو چھوڑ

دینِ جس کا ہے اُسی پر آس را اختر کرو
کامِ جس کا ہے اُسی پر اپنی شب کروں کو چھوڑ



رِعْشَقٍ مِّنْ عُقْلٍ كا نٹا ہے کا نٹا

جو گذری تری یاد میں زندگی ہے وہی زندگی بس مری زندگی ہے
 جو غفلت میں گذرے وہ کیا زندگی ہے وہ جیتنا نہیں بلکہ شرم زندگی ہے
 فایاد میں تیسری جو زندگی ہے اُسی کے معتدر میں پائندگی ہے
 جو ہر سانس سُنّت کے تابع نہیں ہے خدا کی نہیں نفس کی بندگی ہے
 جو ہے کسب دُنیا میں غافل خدا سے دنیٰ زندگی ہے بُری زندگی ہے
 جو فرزانگی لاتے اک دن تباہی وہ کس کام کی ہائے فرزانگی ہے
 رِعْشَقٍ مِّنْ عُقْلٍ کا نٹا ہے کا نٹا جو ہے کام کی بس تو دیوانگی ہے
 ہو مطلوب جس عقل کی صرف دُنیا بمحض لوکہ اس عقل میں تیرگی ہے
 بنائیں وہ کیے ترے دل کو مسکن ترے دل میں جب شکر گنگی ہے

 نہ ہو جائے جب تک کہ اختر آنہیں کا
 یہ کام کی اس کی ارفانگی ہے



میرا کوئی نہیں آتی کےوا

میرا کوئی نہیں آہ تیرے بوا

اے خدا اے خدا اے خدا اے خدا

زندگی میری ہے تیرا ذکر و لعنت

اور مری موت ہے تجھ سے ہوں میں جدا

تیرے بن کیوں اندھیہ را اندھیہ رہووا

میری دنیب کاشم و فتمن کیا ہووا

بحر طوف ان غم ہے مخالف ہووا

میری کشتی کا ہے تو ہی بس ناخدا

تیری رحمت کا نور شید روشن ہووا

ہر سزا سے بری ہو گیا نامزا

تیرے دریا تے رحمت کا ہے آسرا

ورنہ اختر ہے اعمال سے بے نوا



دُن بُن فِرْمَانِ رَوَاتِ عَالم

تباہ ہو کے جو دل تیسا محروم غم ہے
 اُسے پھر اپنی تباہی کے غم کا کیا غم ہے
 ہزار خونِ تمت ہزارہ غم سے
 دل تباہ میں فرماں روائے عالم ہے
 مجھے اس عالمِ صدر گنگ بُو سے کیا طلب
 مریٰ حیات تو بس آپ ہی کا اک غم ہے
 خرد کے سامنے گرچہ ہیں صد ہزار عالم
 بُنگاہِ عشق میں تیسا ہی ایک عالم ہے
 جو آپ بخش ہیں تو ہر سو بہار کا عالم
 و گرنے ساری یہ عالم ہی عالم غم ہے
 جو بخش ہیں آپ تو عالم ہمارا عالم ہے
 نہیں تو اپنے بھی عالم تباہ و بہم ہے
 یہ پوچھتا ہے مرے دل میں اب ترا جلوہ
 کہاں ہے اور کہ در آرزو کا عالم ہے
 نظام ہوش کا اختتہ اب خدا حافظ
 ہماری روح کمیں ماورائے عالم ہے



مہمند حُبِّ کو حاصل بیان

گو مراعدہ بیان نہیں
مجھ سے ملت ابھی کیا بیان نہیں
قلب تو ہے اگر زبان نہیں
آہ تو ہے اگر فُن ان نہیں
زخم تو ہے اگر نشان نہیں
عشق کو حاجت بیان نہیں
چشم ترجو کہ خونفشاران نہیں
دردِ حبہاں کی راز دان نہیں
میرے عشم کی جو ترجمان نہیں
وہ زبان عشق کی زبان نہیں



نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی سینا سے

غرض اتنی ہے بس پیر مناں کے جام و دینا سے
کہ ہم مالک کو اپنے دیکھ لیتے قلب بینا سے

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلتے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طور سینا سے
جوتا داں ہیں وہ اہل اللہ کی عظمت کو سمجھائیں
کوئی دیکھے معتام اہل دل کو چشم بینا سے

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل مے کہ مجھ کو
شراب در دل پی کر ہمارے جام و دینا سے
نہا کے ذکر سے وہ کیف ہے ہر قلب عارف میں
کہ یہ بکتے نہیں دُنیا کے فانی جام و دینا سے

یہ ماہا کہ شکست آرزو ہے تیغ ترخستہ
مگرے دل فُدا ملتا ہے بُس خون تناسی ہے

